REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ   نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ   وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

REGD. NO. P/GDP-3

جلد ۳۶   شمارہ ۱۷

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۔۔ ۳۶ روپے
ششماہی ۔۔ ۱۸ روپے
ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک } ۱۲۰ روپے
فی پرچہ ۔۔ ۷۵ پیسے

The Weekly "BADR"

۲۳ شہادت ۱۳۶۶ ہش   ۲۳ اپریل ۱۹۸۷ء

2628
Dr Major Zaheeruddin Khan sb
A.M.C. Commond Hospital
Sec:- 12
U.T. CHANDIGARH- 160012

اخبارِ احمدیہ

قادیان۔ ۲۰ شہادت (اپریل) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں ہفتہ زیرِ اشاعت، ڈاک سے ملنے والی اطلاع کے مطابق حضور پرنور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ اور دن رات مہمّاتِ دینیہ سر کرنے میں معروف ہیں۔ الحمدللہ۔

۔ احباب کرام التزام کے ساتھ اپنے محبوب آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے درود دل سے دعائیں کرتے رہیں۔

۔ محترمہ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت ان دنوں کافی کمزور چلی آرہی ہے۔ احباب، سیدہ ممدوحہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔

۔ ... محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان مع درویشان کرام و احباب جماعت قادیان ... بخیریت ہیں۔ الحمدللہ۔

افسوس! محترم چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش واقفِ زندگی ناظر بیت المال خرچ وفات پا گئے

پیدائش ... ستمبر ۱۹۲۶ء | إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ | وفات ۱۳ اپریل ۱۹۸۷ء

بدر کی گزشتہ اشاعت میں احباب کرام تک مختصر رنگ میں یہ افسوسناک خبر پہنچائی جا چکی ہے کہ محترم چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش واقفِ زندگی، ناظر بیت المال خرچ میو ہسپتال لاہور میں مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو دل کے شدید حملے کے سبب وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ۱۴ اپریل کو ... بجے ... ڈار نعش قادیان لائی گئی اور چھ بجے شام احاطہ لنگرخانہ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے کثیر احباب سمیت نماز جنازہ ادا فرمائی۔ بعدہٗ بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ... میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر کے تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ اور یوں سبھی احباب اپنے بزرگ درویش بھائی اور فدائی خادم سلسلہ کو بہشتی مقبرہ کی آخری آرامگاہ میں پہنچا کر رنجیدہ دلوں اور بوجھل قدموں کے ساتھ واپس آئے۔ اعلیٰ اللّٰہ درجاتہٗ فی العلّیین۔

محترم چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش مرحوم پسر محترم چوہدری سردار خان صاحب مرحوم، موضع موہلنکی ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ اپنے گاؤں میں مڈل پاس کرنے کے بعد قادیان آگئے اور بورڈنگ میں رہتے ہوئے تعلیم الاسلام ہائی سکول سے ۱۹۴۳ء میں میٹرک کیا۔ بعدہٗ ۱۹۴۳ء میں ایم۔ این۔ سنڈیکیٹ میں بطور محرر ملازمت اختیار کی۔ اس طرح دفتر اراضی سندھ میں براہ راست حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں کام کرنے کا موقع ملا۔

تقسیم ملک کے بعد ۱۹۴۸ء میں جب بامر مجبوری بعض درویشوں کا تبادلہ ناگزیر ہوا تو اس وقت ۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو محترم چوہدری صاحب قادیان آگئے اور اگلے ہی دن ۶ مارچ ۱۹۴۸ء کو انچارج سٹور کا چارج سنبھالا۔ لنگرخانہ سے دو وقت کھانے کے علاوہ ماہوار پانچ روپے وظیفہ مقرر ہوا۔ اسطرح مرحوم عہد درویشی میں داخل ہو گئے۔

۱۹۵۱ء میں نظارت امور عامہ میں محرر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۶۲ء تک نظارت علیا بیت المال اور زکوٰۃ و تبلیغ میں معاون ناظر کی حیثیت سے خدمات بجالانے کا موقع ملا۔ ۱۹۶۶ء سے صدر انجمن احمدیہ کے محاسب مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۸ء میں ناظر بیت المال خرچ کے اہم عہدے پر فائز کئے گئے۔ ۱۹۸۶ء کو ریٹائر ہو کر پھر اسی منصب پر ری ایمپلائے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ مرحوم کو ۱۹۵۲ء سے افسر لنگرخانہ کے طور پر آنریری خدمت بجالانے کی سعادت بھی مل رہی تھی۔ جلسہ سالانہ، عیدین اور اجتماعات کے موقعوں پر جبکہ مہمانوں کی کثرت ہوتی ہے، مرحوم بڑی خندہ پیشانی سے مہمان نوازی میں مصروف رہتے۔ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمان واقف ہیں کہ چند سال قبل مہمان خانہ میں شکایت کی قلت ہوتی تھی لیکن چوہدری صاحب مرحوم کی ذاتی دلچسپی، تدبیر اور محنت سے تین چار سال کے اندر اندر قریباً تین گنا وسعت ہو گئی۔

اس کے علاوہ چند ماہ قبل تک، قریباً تین سال وکیل الاعلیٰ تحریک جدید کے منصب پر بھی فائز رہے اور بوقت وفات قضا بورڈ، مجلس کارپرداز، مجلس تحریک جدید اور خدمت خلق کمیٹی کے ممبر بھی تھے۔ نیز وقتاً فوقتاً قائم مقام ناظر اعلیٰ اور قائم مقام امیر مقامی کے طور پر بھی خدمت بجالانے کی سعادت پاتے رہے۔ غیر مسلموں سے ذاتی اور جماعتی تعلقات استوار تھے جس کی وجہ سے غیر مسلم بھی آپ سے عزت و تکریم کے ساتھ پیش آتے تھے۔

چند سال سے بلڈ پریشر کی تکلیف لاحق تھی۔ تاہم صبح کی سیر اور باقاعدہ دفتر اور لنگرخانہ میں کام پر مستعد رہتے۔ پھر کچھ عرصہ سے دائیں ہاتھ میں کمزوری محسوس ہو رہی تھی لیکن اس کے باوجود خدمت کے کاموں میں مصروف رہے۔

(آگے صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"
(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش: عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان جمشید ہارڈ ویئر۔ صالح پور کٹک (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ قادیان

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۳ شہادت ۱۳۶۶ ہش

رُوحِ رمضانؐ!

اسلام میں جس قدر عبادات مقرر ہیں، ان کی ایک صُوری کیفیت ہے اور ایک معنوی کیفیت ہے۔ صُوری کیفیت کو اگر ہم اُس کے جسم سے تعبیر کریں تو معنوی کیفیت کو اُس کی رُوح سے معنون کر سکتے ہیں — مثلاً نماز ہے؛ قیام۔ رکوع و سجود اور التحیات وغیرہ کو نماز کا جسم قرار دیا جائے تو اس سے حاصل ہونے والی لذت، مقبول دُعاؤں کے وقت طاری ہونے والی بے اختیاری اور اس عبادت کا جو اصل ماحصل اور غرض و غایت ہے، جس کے لئے یہ عبادت تجویز کی گئی ہے وہ اس کی رُوح کہلائے گی۔ اسی طرح روزہ ہے۔ اس کی ظاہری صورت یہ ہے کہ صبح پَو پھٹنے سے لے کر شام غروبِ آفتاب تک انسان کھانے پینے اور مخصوص تعلقات سے رکا رہے یہ گویا روزہ کے لئے بمنزلہ جسم کے ہے۔ لیکن اس کا جو مقصد ہے، اس کے پیچھے جو حکمت کارفرما ہے جس کی خاطر ایک مسلمان یہ تکلیف برداشت کرتا ہے، وہی اس عبادت کی رُوح ہے — اور یہ تو بڑی عام اور سادی سی بات ہے کہ بغیر روح کے جسم کسی کام کا نہیں۔ انسانی جسم سے بھی جب رُوح نکل جاتی ہے تو محبوب ترین وجود کا جسم بھی کوئی سنبھال کر نہیں رکھتا اگر رکھے گا تو تعفّن سے پریشان ہو اُٹھے گا۔ بہرحال ایسے جسم کو جس کی رُوح پرواز کر چکی ہو جلد یا بدیر سپردِ خاک کر دیا جاتا ہے — یہی حال ہماری عبادات کا ہے۔ اگر صرف ظاہر ہی پر مدار ہے اور صرف صورت ہی کی نمائش ہے اور رُوح مفقود ہے تو اس کی چمک آج نہیں تو کل، یکدم ماند پڑ جائے گی اور مصنوعی خوشبوئیں اور عطریات کی مہک جلد ساتھ چھوڑ جائے گی اور بالآخر تعفّن ظاہر ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری زندگیوں میں ایک بار پھر رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ بہت ہیں جو ماہِ صیام کے ظاہری خط و خال کو سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں اور تھوڑے ہیں جو اس کی رُوح کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس آیئے! جائزہ لیں کہ روزہ کی رُوح کیا ہے اور اس کی کیسے حفاظت کی جا سکتی ہے؟

سورۂ بقرہ کے تیئسویں (۲۳) رکوع میں رمضان المبارک کی فضیلت کے ذکر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کہ رمضان کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کے بارے میں قرآن کریم نازل کیا گیا۔ یعنی یہ مہینہ اس لحاظ سے بھی مبارک ہے کہ قرآن مجید کا نزول اس میں شروع ہوا اور حضرت جبرئیل ہر سال ماہِ رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کریم کا دَور مکمل کرتے نیز اس لحاظ سے بھی یہ مہینہ بڑا مبارک ہے کہ قرآن کریم میں رمضان المبارک کے بارے میں خصوصیت سے تذکرہ ہے۔ چنانچہ اسی رکوع میں روزوں کے احکام کا بڑا مفصّل مذکور ہے۔ اس کی پہلی ہی آیت میں روزہ کی رُوح اور اس کے فلسفہ کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو — پس جہاں قرآن کریم کو هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ، متقیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ قرار دیا، وہاں متقی بننے کے لئے روزوں کو ضروری قرار دیا۔

اگرچہ اسلام کی مقرر کردہ دیگر عبادات کے نتیجے میں بھی تقویٰ حاصل ہوتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی خشیت دل میں پیدا ہو کر انسان کو خدا کا قُرب حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن جس طرح بعض غذاؤں میں کم وٹامنز ہوتے ہیں اور بعض میں زیادہ یا بعض میں خاص قسم کے وٹامنز پائے جاتے ہیں اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں تقویٰ کے گویا اس قدر بھرپور وٹامنز پائے جاتے ہیں کہ اگر صحیح معنوں میں اس عبادت کو بجا لایا جائے تو قرآن کریم یہ ضمانت دیتا ہے کہ اُس کا متقی بن جانا یقینی ہے — اور جو انسان متقی بن جاتا ہے وہ رُوحانی انسان بن جاتا ہے۔ اور روحانی انسان ہی خدا کو دیکھ سکتا ہے! خدا کی باتیں سُن سکتا ہے اور خدا سے ملاقات کر سکتا ہے —!

سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیثِ قدسی میں بیان فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے الصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اُجْزٰى بِهٖ کہ روزہ کی عبادت تو خاص طور پر میرے لئے ہے یعنی میری ملاقات کے لئے گویا ایک زینہ ہے جو بھی مضبوط قدموں کے ساتھ اس پر چڑھ جاتا ہے، اَنَا اُجْزٰى بِهٖ۔ خدا فرماتا ہے روزے کی جزا بن کر میں خود اُسے مل جاتا ہوں۔ اور جس کو خدا مل جائے اُس کو اور کیا چاہیئے! ع خدا داری چہ غم داری۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان المبارک کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

”رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے! روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا .... رمضان دُعا کا مہینہ ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ سے ہی ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویرِ قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیۂ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلّیٔ قلب ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔ اور تجلّیٔ قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھُلے کہ خُدا کو دیکھ لے۔“

(البدر ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ئ)

پس آیئے! خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دُعاؤں اور اس تمنا کے ساتھ اس مبارک مہینے میں داخل ہوں کہ جب ہم سے یہ مہینہ رخصت ہو تو اس کی رُوح یعنی تقویٰ ہمارے قفسِ عنصری میں گھر چکا ہو۔ اے خدا تُو ایسا ہی کر۔ آمین :

(محمد انعام غوری قائم مقام ایڈیٹر)

محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی تشویشناک علالت اور احباب جماعت کی خدمت میں خصوصی دُعا کی درخواست

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان

قادیان۔ ۱۹ شہادت (اپریل) ربوہ سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے برادرم محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو دل کا شدید حملہ ہوا ہے۔

۸ اپریل کی رات کو دل میں بہت درد شروع ہوا۔ اگلے دن E.C.G میں کچھ نہ نکلا لیکن درد وقفہ وقفہ سے جاری رہا۔ تیسرے دن ٹیسٹ کروانے پر ڈاکٹروں نے تشخیص کی کہ تھرمباسس (THRUMBASIS) کا شدید حملہ ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ دل کی ایک شریان بند ہے نیز blood clotting ہو گئی ہے محترم ڈاکٹر نوری صاحب نے رائے ظاہر کی کہ دَورہ ابھی پاس نہیں ہوا ہے۔ اس لئے ہر دو دو گھنٹے بعد آکسیجن لگائی جاتی رہی ہے۔

بہرحال حالت تشویشناک ہے۔ احباب جماعت کی خدمت کی درخواست ہے کہ کامل و عاجل شفایابی اور کام کرنے والی دراز عمر کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں ٭

درخواستِ دُعا

بذریعہ تار اور خط گھر سے اطلاع ملی ہے۔ کہ میری والدہ محترمہ گُردے کی تکلیف کے سبب شدید بیمار ہیں۔ اپریشن کی تجویز تھی لیکن پھر دوائیوں سے علاج کی کوشش کی جا رہی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں والدہ محترمہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست کرتا ہوں۔

خاکسار: سید تنویر احمد مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ قادیان

خطبہ جمعہ

تقویٰ کی اعلیٰ قسم اللہ تعالیٰ کی محبت سے اور اس کی ثانوی قسم اللہ تعالیٰ کے خوف میں پیوستہ ہوتی ہے

امر واقعہ یہ ہے کہ تقویٰ ہی وہ قدرِ مشترک ہے جو جماعت احمدیہ کو ایک قوم کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کر سکتی ہے

میں چاہتا ہوں کہ سو سال پورے ہونے سے پہلے جماعت تقویٰ کے اس قدر حسین اور متین رنگ میں رنگی جائے کہ لگتا ہو کہ ایک نئی قوم دنیا میں داخل ہو رہی ہے خدا کرے کہ ایسا ہی ہو!

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۰ امان ۱۳۶۶ ہش مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۸۷ء بمقام مسجد فضل لندن

مرتبہ:- مکرم عبد الحمید غازی صاحب۔ لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے سورۃ السجدۃ کی آیات نمبر ۱۷ و ۱۸ تلاوت فرمائیں:-

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

[ترجمہ:- (اور) ان (مومنوں) کے پہلو ان کے بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں (یعنی تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے) (اور) وہ اپنے رب کو اس کے عذابوں سے بچنے کے لئے اور اس کی رحمتوں کو حاصل کرنے کے لئے پکارتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ) کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان (مومنوں) کے لئے ان کے اعمال کے بدلہ کے طور پر کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔

پھر فرمایا:-

تقویٰ کا مضمون

اسلام کے ساتھ ایک ایسا تعلق رکھتا ہے کہ کسی اور مذہبی تعلیم میں اس مذہب کے ساتھ تقویٰ کا مضمون اس طرح گہری وابستگی اختیار کئے ہوئے دکھائی نہیں دیتا۔ بلکہ عملاً فی الحقیقت اگر آپ غور کریں تو اسلام، تقویٰ اور تقویٰ اسلام ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اسی لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے منظوم کلام میں اسلام ہی کو تقویٰ قرار دیا ہے۔ اس وسعت کے ساتھ یہ مضمون قرآن کریم میں پھیلا ہوا ہے اور احادیث میں ملتا ہے اور اس شدت سے اس پر زور دیا گیا ہے اول و آخر، کہ گویا روحانی زندگی کا خلاصہ تقویٰ ہے جس کے بغیر کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

گزشتہ خطبے میں، میں نے بھی تقویٰ ہی کی طرف توجہ دلائی تھی۔ پھر مجھے خیال آیا کہ جماعت احمدیہ میں مختلف قوموں سے شامل ہونے والے لوگ ہیں جن کے پس منظر میں تقویٰ کی وہ تدریس نہیں ہے جو ہم لوگوں نے بچپن سے سنی۔ نہ وہ تعلیمی پس منظر ہے ان کا جس سے ان کو تقویٰ کے معانی زیادہ گہرائی سے سمجھ آ سکیں۔ اور جماعت احمدیہ چونکہ ایک پھیلنے والی جماعت ہے اور ہر روز آگے بڑھ رہی ہے، ہر سمت وسعت پذیر ہے، اس لئے دن بدن نئی نئی قوموں سے، نئے نئے مذاہب سے لوگ احمدیت میں داخل ہوتے چلے جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ موجودہ دور میں ہمارے لئے اب آسان ہو گیا کہ کیسٹس (CASSETTES) کے ذریعے ان تک اپنی آواز ایک ہفتے کے اندر اندر پہنچا دیں خواہ وہ دنیا میں کہیں بھی موجود ہوں۔ اس لئے اب

خطبات کو یہ اہمیت حاصل ہو گئی ہے

کہ عالمی جو ایک بھائی چارہ اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے جسے قرآن کریم نے اخوۃ کا نام دیا ہے، مومنین جو ہیں، اخوۃ ہیں۔ ایک بھائی کی طرح یا بھائیوں کی طرح ہیں۔ اس مضمون پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی بہت توجہ فرمائی اور خصوصیت کے ساتھ اس مضمون کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ آئندہ جو ہمارا جشن منایا جائے گا اس میں اس بات کی طرف خصوصیت سے توجہ دی جائے کہ ایک عالمی اسلامی برادری وجود میں آئے جس کے نقش و نگار باہم ایک دوسرے سے اس طرح ملتے ہوں کہ ہر دیکھنے والے کو ایک ہی قوم دکھائی دے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے کہ سب میں تقویٰ قدر مشترک بن جائے۔ کیونکہ تقویٰ کے سوا کچھ اور چیز بھی اگر آپ قدر مشترک کے طور پر اختیار کرنا چاہیں گے تو اس سے کوئی اور عالمی برادری تو معرض وجود میں آ جائے گی لیکن مسلم عالمی برادری اس سے وجود میں نہیں آئے گی۔ ایک ہی چیز ہے جو قدر مشترک ہے ہر مومن کے درمیان، ہر مسلم کے درمیان اور وہ تقویٰ ہے۔ اور اگر تقویٰ رنگ پکڑ جائے اور

تقویٰ کا رنگ انسانی زندگی کے ہر پہلو پر غالب آ جائے

تو ہر دیکھنے والا ایسے متقیوں کو اپنے سے الگ قوم کے طور پر دیکھے گا۔ اور جو دوسرے رنگ و نسل کے امتیازات ہیں وہ تقویٰ کے غلبے کے نیچے بالکل دب کے مٹتے چلے جائیں گے اور ایک ایسی قوم وجود میں آئے گی جیسی قوم دنیا نے پہلے نہ دیکھی ہو گی۔ اور حیرت سے یہ باہر والے دیکھیں گے کہ انہی لوگوں میں سے خواہ وہ افریقہ کے بسنے والے ہوں یا ایشیا کے یا یورپ کے یا امریکہ کے کسی بھی خطۂ ارض سے تعلق رکھتے ہوں، ان سب سے نکل نکل کے کچھ لوگ اسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہوتے چلے جا رہے ہیں اور سب میں ایک نئی قومیت ابھر رہی ہے۔ نئی قومیت وجود پا رہی ہے نئی قومیت نشو و نما پا رہی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے رنگ ڈھنگ بالکل ایک جیسے ہو گئے ہیں۔ یہ چیز جماعت احمدیہ میں کسی حد تک اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ دکھائی دینے لگ گئی ہے۔ اور وہ لوگ جو جماعت کے پس منظر کا کچھ علم نہیں۔ جماعت کے فلسفے کا کچھ علم نہیں وہ بھی محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ دنوں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر

امیگریشن کے افسروں کی طرف سے

تبصرے موصول ہوئے اُس میں سب سے زیادہ اہمیت والا تبصرہ یہ تھا کہ عجیب سے لوگ ہیں احمدی۔ کہ دنیا کے جس کونے سے بھی آئے ہوں ایک ہی قسم کے لوگ ہیں اور ہم ان کو پہچان جاتے تھے وہ ایک قسم کیا ہے کسی کو سمجھ نہیں آئی۔ کیسے ایک قوم بن سکتی ہے

افریقہ سے آنے والے لوگوں کی اور پاکستان سے آنیوالے لوگوں کی اور چین سے آنے والوں کی اور امریکہ سے اور جاپان سے، غرضیکہ مختلف ممالک سے آنے والوں کی۔ وہ کیا چیز ہے جس نے ایک قوم بنا دیا اور ایک غیر نظر سے دیکھنے والے کو بھی محسوس ہوا کہ ان میں قدر مشترک ہے۔ وہ یہ بات تو نہیں پہچان سکا تھا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ تقویٰ ہی وہ قدر مشترک ہے جو جماعت احمدیہ کو قوم کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔

لیکن اس کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے۔ بہت ہی ابھی خلا ہیں۔ اور ابھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ تقویٰ کا رنگ ہماری ہر ادا پر غالب آگیا ہے۔ جب یہ کیفیت جماعت پر غالب آجائے تو اس جماعت کا دنیا پر غالب آنا ایک لازمی امر ہو جاتا ہے۔ اس کا ایک طبعی نتیجہ ہے۔ یہ واقعہ رونما کر لیں آپ کہ

جماعت احمدیہ کی ہر ادا پر تقویٰ غالب آجائے

تو آسمان و زمین گواہ ہو جائیں گے اس بات پر کہ آپ لازماً ساری دنیا پر غالب آئیں گے۔ کوئی دنیا کی طاقت آپ کو روک نہیں سکتی۔ اور یہ غلبہ وہ سچا غلبہ ہے۔ یہ غلبہ ہے جو معنی رکھتا ہے۔ یہ وہ غلبہ ہے جو دنیا کی بھلائی اور انسانوں کی بہبود کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے تقویٰ کے متعلق میں نے سوچا کہ مختلف پہلوؤں سے اس پر وقتاً فوقتاً روشنی ڈالتا رہوں۔

ایک بڑا سوال یہ ہے کہ تقویٰ کیسے حاصل ہو؟ پتہ کیا ہے تقویٰ ہے۔ اس کے متعلق کچھ عرصہ پہلے بھی میں خطبات میں بیان کر چکا ہوں لیکن اب میں اس رنگ میں آپ کے سامنے تقویٰ کا مضمون رکھنا چاہتا ہوں کہ تقویٰ کی دو بہت جڑیں ہیں۔ ایک اللہ کی محبت اور ایک اللہ کا خوف۔ اس لئے تقویٰ کا یہ ترجمہ کہ ڈرنا۔ خدا سے ڈرنا یہ کافی نہیں ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ کی وہ اعلیٰ قسم اللہ تعالیٰ کی محبت یا پرستش بھی ہے اور اس کے ثانوی قسم اللہ تعالیٰ کے خوف سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جو قسم محبت میں نشوونما پاتی ہے اس سے ایک تقویٰ کی شاخ نکلتی ہے۔ اور جو خوف میں پیوستہ ہوتی ہے تقویٰ کی وہ جب حقیقی معنوں میں نشوونما پاتی ہے تو اس سے ایک محبت کی شاخ نکلتی ہے۔ اور یہیں

تقویٰ کا مضمون مکمل ہو جاتا ہے

لیکن حقیقی اور نہایت اعلیٰ پائے کا تقویٰ وہی ہے جس کا آغاز محبت سے ہوا ہو۔ اور قرآن کریم اسی تقویٰ کو سب سے اعلیٰ درجے کا تقویٰ قرار دیتا ہے۔ لیکن اس مضمون کے دو پہلو بہت لمبا وقت چاہتے ہیں۔ اس کے اتنے پہلو ہیں اور اتنے بعض باریک پہلو ہیں کہ ان میں سے ایک پہلو کو بھی کھول کر جماعت کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک وقت چاہیئے۔ آج میں نے اس بات کو پیش نظر رکھا ہے کہ اگر تقویٰ محبت سے حاصل کرنا ہو تو کیسے ہو۔ ہر مزاج کے لوگ ہیں جماعت میں۔ ہر سطح کے لوگ ہیں۔ ہر عقل کے معیار کے لوگ ہیں اور ان سب کو کس زبان میں سمجھایا جائے کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ محبت خدا تعالیٰ سے محبت کیسے پیدا ہو۔ وہ محبت جو حقیقت میں تقویٰ ہی کا دوسرا نام ہے۔ ہر آدمی کو سمجھانے کے لئے اگر اس کی استطاعت کو پیش نظر رکھا جائے تو ہر شخص کی جماعت میں کوئی ایسی ترکیب ہونی چاہیئے، کوئی ایسا آسان سہل طریق ڈھونڈنا چاہیئے جو سب کے لئے قابل فہم ہو اور سادہ ہو۔ اس پر غور کیا کہ سکیں اس مضمون پر جب میں نے غور کیا تو مجھے سب سے آسان راستہ یہ نظر

آیا کہ جن لوگوں نے سب سے زیادہ خدا سے محبت کی ہے اُن کی زبان میں اگر خدا کا ذکر کیا جائے تو سب سے آسان طریق اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے کا ہے۔ اور اسی لئے قرآن کریم میں یہ ارشاد ملتا ہے کہ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں اعلان کر دے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو یا محبت کرنا چاہتے ہو تو میرے پیچھے چلو۔ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ پس سارے ذرائع جتنے بھی سوچے جا سکتے ہیں، ان میں سب سے آسان ذریعہ یہ ہے کہ کسی

سچے محبت کرنیوالے کی زبان میں خدا کا ذکر کیا جائے

اور اس پہلو سے جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر آپ نگاہ ڈالتے ہیں تو زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے ایسے ارشادات ملتے ہیں جن کو سن کر اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور سچی محبت جو عمل کو دعوت دیتی ہے، فرضی محبت نہیں جس کے نتیجے میں عمل پیدا نہ ہو۔

یہ مضمون ایسا ہے جو دنیا کی محبت پر غور کرنے والوں کو بھی سمجھ آیا۔ چنانچہ مجھے اس مضمون پر غور کرتے ہوئے غالب کا یہ شعر بھی یاد آیا ؎

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا ٭ بن گیا رقیب آخر تھا جو رازداں اپنا

کہ کس طرح میں نے اس کو رازدان بنایا تھا اور سمجھتا تھا کہ محفوظ ہے۔ لیکن اس نہایت حسین چہرہ کا ذکر ہو اور وہ بھی غالب کی زبان میں ہو تو کیسے ہو سکتا ہے کہ سننے والا عاشق نہ ہو جائے۔ چنانچہ جسے میں نے رازدان بنایا تھا، وہ میرا رقیب بن گیا۔

تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ کا عاشق تو دنیا میں سوچا بھی نہیں جا سکتا اور پھر ذکر بھی آپ کی زبان سے ہو خدا کا۔ جو عام باتوں کے علاوہ فصاحت و بلاغت میں بھی قرآن کے بعد سب سے بلند مقام رکھنے والے تھے۔ اس سے لازماً بے اختیار اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ پھر اسی طرح خوف کا مضمون جو ہے وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہی سے سننے میں، حقیقی خوف کا علم ہوتا ہے اس کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ اس ذکر سے سارا وجود کانپنے لگتا ہے۔

تو اس مضمون پر میں مختصراً آج روشنی ڈالتا ہوں۔ اور پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی آپ سے سن کر خدا کا ذکر، جس طرح عشق کا نمونہ دکھایا، جس طرح والہانہ طور پر آپ پیچھے

اپنے آقا کے پیچھے پیچھے اپنے رب کے عاشق ہوئے

آپ کو قرآن سے بھی اللہ کا ذکر نصیب ہوئے، ہر صاحب فراست، ہر صاحب دل اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ سچے عشق کے سوا یہ کلام جاری نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ایسا کلام ہے جو جاری ہو تو سچا عشق بھی پیدا کرتا ہے۔ دل سے نکلتا ہے دل میں اثر کرتا ہے۔ دل کی گہرائی میں ڈوب جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کا مختلف رنگ میں ذکر فرمایا ہے۔ کبھی اس کے جلال کا ذکر، کبھی اس کے جمال کا ذکر۔ کبھی اس کی رحمت و بخشش کا ذکر اور کبھی وہ دعائیں سکھا دیں جو اللہ تعالیٰ سے قرب کے طریق سکھاتی ہیں۔ غرضیکہ زندگی کے ہر پہلو پر

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلعم کا خلاصہ عشق غالب ہے۔

"نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن" (کشتی نوح)

پیشکش: گلوب ریبیٹ فیکچرس ۱/۳ رابندرا سروانی کلکتہ ۷۰۰۰۰۱
فون: 27.0441
تار: GLOBEXPORT

کوئی زندگی کا ایسا پہلو نہیں ہے جسمیں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ قلب میں خدا دکھائی نہ دے۔ حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں۔ بخاری کتاب التوحید سے یہ روایت لی گئی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی طرف سے ہمیں یہ بات بتائی۔ اسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے۔ جب یہ کہا جائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات بتائی اور واضح فرمادیا کہ مجھے خدا نے یہ بات بتائی ہے تو چونکہ روایت خدا تک جا پہنچی ہے اس لئے اسے حدیث قدسی کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

میرا بندہ گناہ کرتا ہے اور پھر دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ میرے گناہ بخش دے اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' میرے بندے نے نا سمجھی سے گناہ تو کیا لیکن اس کے علم میں ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے۔ اور چاہے تو پکڑ بھی لے۔ پھر میرا بندہ توبہ توڑ دیتا ہے اور گناہ کرنے لگ جاتا ہے اور پھر نادم ہو کر کہتا ہے۔ اے میرے رب' میرے گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے گناہ کیا لیکن وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے وہ گناہوں کو معاف بھی فرماتا ہے اور گرفت بھی کرتا ہے۔ اور پھر بندہ توبہ توڑ دیتا ہے اور گناہ کرتا ہے لیکن نادم ہو کر دعا مانگتا ہے کہ اے میرے رب' میرا گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ ہے جو جانتا ہے کہ میرا ایک رب ہے جو گناہ بخشتا ہے۔ میرا بندہ کمزور ہے اپنے پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ غلطی کر بیٹھتا ہے۔ لیکن اگر وہ نادم ہو کر توبہ کرے تو میں اسے بخش دوں گا۔

یہ جو مضمون ہے کسی سادہ زبان میں اللہ اور بندے کا' گناہ کے بعد بخشش مانگنے کا جو تعلق قائم ہوتا ہے' اسے بیان فرمایا گیا ہے۔ اور بار بار رد کھینے کے باوجود کہ انسان گناہ گار ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کی بخشش کا اس رنگ میں ذکر ہے کہ جوں جوں آپ یہ بات سنتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں زیادہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ لیکن گناہ کی محبت نہیں بڑھتی۔ یہ وہ انداز ہے جو عارف باللہ کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ حقیقی بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں بھی

بخشش کا مضمون بیان فرمایا

ہے' اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے دل نرم تو ہوتا ہے' اور امید بھی پیدا ہوتی ہے بخشش کی۔ لیکن گناہوں کی محبت دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ اور اگر بخشش کا مضمون' گناہوں کی محبت بھی ساتھ پیدا کر دے یا ان پر دلیری پیدا کر دے تو پھر وہ بخشش کا مضمون نہیں ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اس توازن کو قائم فرمایا اور ایسے حیرت انگیز طریق پر توازن قائم فرمایا کہ خدا کی بخشش سامنے دکھائی دینے لگتی ہے لیکن ساتھ ہی اس کی پکڑ کا خوف بھی دل پر طاری ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رض بیان کرتے ہیں اور یہ 'مسلم' سے روایت لی گئی ہے۔ باب فضل مجالس الذکر' کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں۔ اور انہیں

ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے۔

جب وہ ایسی مجلس پاتے ہیں جسمیں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہاں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضاء ان کے سایۂ برکت سے معمور ہو جاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔' کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں' ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں۔ جو تیری تسبیح کر رہے تھے۔ تیری بڑائی بیان کر رہے تھے۔ تیری عبادت میں مصروف تھے۔ اور تیری حمد میں رطب اللسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی؟ فرشتے کہتے ہیں' اے میرے رب' انہوں نے تیری جنت دیکھی تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کی کیا کیفیت ہوگی اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں' وہ تیری پناہ چاہتے ہیں' اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں۔ فرشتے اس پر جواب دیتے ہیں؛ تیری آگ سے پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ دیکھی تو نہیں! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کا کیا حال ہوگا اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں۔"

کیسا حسین توازن ہے

ان دو چیزوں کے درمیان۔ اور کیسے پیار سے' جس طرح بچے کو کوئی لوری دے رہا ہو۔ اس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کا ذکر فرماتے۔ پھر فرشتے کہتے ہیں' وہ تیری بخشش طلب کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ میں نے انہیں بخش دیا اور انہیں سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا اور میں نے ان کو پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ طلب کی۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب ان میں فلاں غلط کار شخص بھی تھا اور وہاں سے گزرا اور ان کو ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر تماشبین کے طور پر ان میں بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا۔"

پس آپ کو یہ بننا ہے۔

کیونکہ ساری دنیا کو پناہ دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھڑا فرمایا ہے۔ وہ فرشتے جو اپنے پروں کے نیچے دوسروں کو لیتے ہیں' وہ فرشتے بننا پڑے گا۔ اور ایسے لوگ بننا پڑے گا جن کے ساتھ بیٹھنے والے بدنصیب نہیں رہا کرتے۔ اتنا عظیم الشان کام ہے ساری دنیا کو امن دینا اور سکون عطا کرنا اور طمانیت بخشنا۔ اور خدا کی رحمت تلے لے آنا۔ کہ اس کے لئے سوائے اس کے کہ آپ خدا کی محبت میں ڈوب جائیں اور کوئی حل نہیں ہے اس کا ذکر اس طرح کریں جس ذکر پر خدا کی نظر پڑتی ہے۔ اور یہ جو مضمون حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھولا ہے اس میں یہ بات بہت ہی پیاری اور دلنشین ہے۔ فرماتے ہیں' اللہ کو پتہ ہے کہ کیا ہو رہا ہے نیچے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ اس کے بندے کیا کیا باتیں کر رہے تھے کیا ان پر گذری' کیا ان کے دل کے اندر تھا۔ لیکن پھر بھی پوچھتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کو آپ سے محبت ہے۔ خدا کو اپنے بندوں سے محبت ہے۔ یہ مضمون کی طرز بتا رہی ہے کہ خدا کو جب تک اپنے بندوں سے پیار نہ ہو اس قسم کی بات کر نہیں سکتا۔ اپنے روزمرہ کی زندگی کے تجربے میں دیکھیں بسا اوقات کسی بچے سے پیار ہو کسی دوست سے تعلق ہو' کسی بیوی کو خاوند سے ہو' خاوند کو بیوی سے ہو یا بہن کو بھائی سے ہو یا بھائی کو بہن سے۔ جب بھی کوئی اس دیس سے آتا جہاں وہ اس کا پیارا رہتا ہو۔ تو انسان ان باتوں کے علم کے باوجود جو وہاں ہو رہی ہوں' بار بار پوچھتا ہے کہ وہ کیا کر رہے تھے۔ کیسے تھے۔ کیا حال تھا۔ اور بعض دفعہ ایک بات سننے کے باوجود پھر دہراتا ہے۔ اور پھر سننے کے باوجود' پھر سوال دہراتا ہے۔ تو یہ

خالص محبت کی ادا ہے

جس کی طرف حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہکر اشارہ فرمادیا کہ خدا کو علم تو ہے کہ کیا تھا اور کیا ہو رہا ہے۔ لیکن وہ اس ذکر میں لذت پاتا ہے کہ اس طرح میرے کچھ بندے بیٹھے ہوئے میرا ذکر کر رہے ہیں' مجھ سے پیار کا اظہار کر رہے ہیں۔ تو اگر خدا آپ سے پیار کرتا ہے' بندوں اور غلاموں کے طور پر تو اس سے بڑھ کے محبت کا محرک اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ محبت پیدا کرنے کے لئے سب سے زیادہ قوی

معرفت، حسن اور پھر اس کے بعد محبت ہے۔ خالی حسن محبت اگر پیدا کرتا بھی ہے تو وہ مستقل حیثیت کی محبت نہیں ہوتی۔ جو محبت سب سے زیادہ گہری اور سب سے زیادہ قوی ہے وہ محبت کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کی طرف اشارہ فرمادیا کہ تم ان خوش نصیبوں میں سے ہو جن سے خدا پیار کرتا ہے اور ان کے پیار کے نتیجے میں ان کی باتیں پوچھتا ہے، اُن کا ذکر کرنا پسند فرماتا ہے۔ پھر اسی مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ کو اپنے بندے کی پاک تبدیلی سے کیا لطف آتا ہے۔ کیا وہ حظ محسوس فرماتا ہے، میرا ایک کھویا ہوا بندہ مجھے واپس مل گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسافر کی اور ایک گمشدہ اونٹ کی مثال دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں :۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کو یہ حادثہ پیش آیا ہو کہ جنگل بیابان میں اس کی اونٹنی گم ہو گئی ہو۔ حالانکہ اسی پر اس کا سارا کھانا اور پانی اور سازوسامان لدا ہوا ہو۔ اب بیابان میں، خصوصاً عرب کے صحرا، ریگستانوں میں جہاں درجہ حرارت دن کے وقت ۱۲۰ تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ اس صحرا کا تصور باندھیں اور ایک مسافر کسی درخت کی چھاؤں تلے، سستانے کے لئے ٹھہرا ہو۔ اور تھوڑی دیر کے لئے اس کی آنکھ لگ جائے۔ جب آنکھ کھلے تو پتہ لگے کہ اونٹنی اس کا سازوسامان لے کر، اس کا پانی، اس کا کھانا لے کر غائب ہو گئی ہے۔ کیسی اس کی حالت ہوتی ہو گی۔ فرمایا کہ اسی حالت اور پریشانی میں وہ ادھر ادھر ہاتھ مارتا ہے اور تھک کر اسے نیند کا جھونکا آجاتا ہے۔ اور جب اچانک آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اونٹنی اس کے سامنے کھڑی ہے۔ فرمایا جتنا مزا اس شخص کو آتا ہے، اس اونٹنی کو دیکھ کر جتنا لطف وہ محسوس کرتا ہے۔ اس سے زیادہ خدا اپنے توبہ کرنے والے بندے کے واپس آنے پر خوشی فرماتا ہے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ ذکر سن کر

کون ہے جو اپنے رب کا عاشق نہ ہو جائے

حیرت ہے۔ وہ خالق، وہ مالک، اس کے سامنے ایک انسان کی اور ایک گنہگار انسان کی حیثیت ہی کیا ہے۔ ایک بالکل ذرہ لاشئے ہے اور اس کے متعلق خدا تعالیٰ کی یہ طلب! یہ انتظار! کہ یہ توبہ کر کے واپس آجائے کتنا حیرت انگیز مضمون ہے۔ کتنا گہرا عشق کا مضمون ہے۔ اس مضمون کے بعد پھر وہ حدیثیں گناہ کی جرأت کیسے دلا سکتی ہیں؟ جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر وہ توبہ کرتا ہے، گناہ کرتا ہے، پھر توبہ کرتا ہے۔ اُسے معاف کر دیتا ہوں۔ کہاں معافی! کہاں یہ کہ خدا منتظر ہو اور توبہ کرے ہمیشہ کے لئے اس کی گود میں بندہ آجائے زمین آسمان کا فرق ہے ان دو باتوں میں۔ اس لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں گناہگاروں کے لئے ایک امید کی کھڑکی کھول دیتے ہیں امید کی کرن ان کے دلوں پر پڑتی تھی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار اور رحمت کے نتیجے میں ایک امید کا دروازہ کھل جایا کرتا تھا ان کے لئے۔ اور ہمیشہ کے لئے یہ کھڑکی کھلی رہے گی! یہ دروازے کھلتے رہیں گے لیکن ساتھ ہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عجیب شان ہے کہ اس بخشش کی امید کے باوجود گناہ پر جرأت آپؐ نے نہیں دلائی۔ اور سب باتوں کا آخری ماحصل یہ ہے کہ انسان گناہ سے دل اچاٹ کر بیٹھتا ہے۔ گناہ کی اس کے سامنے کوئی حقیقت باقی نہیں رہتی۔ لطف نہیں رہتا اس گناہ میں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کا لطف رفتہ رفتہ اس کے دل پر غالب آتے چلے جاتے ہیں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی محبت اور رحمت کے حصول کے لئے جو تمنا دلوں میں پیدا کی ہے مختلف ذرائع سے وہ بھی ایک بڑا وسیع مضمون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس رنگ میں اپنے رب کا ذکر فرماتے ہیں اس کی بخشش کا اور عزیز پیار کا کہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کی تمنا بے اختیار دل میں پیدا ہونی شروع

ہو جاتی ہے۔ اور پھر بعض دفعہ اس رنگ میں ہیبت بھی پیدا فرماتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہیبت کا تصور باندھا ہے اس طرح، کہ جو رہا سہا گناہ کا جذبہ یا گناہ کی لذت کا تعلق ہے وہ بھی اس ہیبت کے نیچے آ کے بالکل حل کے نابود ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ تبھی ہو سکتا ہے اگر بار بار حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا مطالعہ کیا جائے۔

آپؐ کی سیرت پر غور کیا جائے

آپؐ کے ارشادات میں ڈوب کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارب میں حصہ پایا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں ڈوب کر جو میں نے کہا کہ آپؐ کے تجارب میں حصہ پایا جائے۔ اس وجہ سے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی ارشاد نہیں ہے جو تجربے پر مبنی نہ ہو۔ عام انسانوں کے جو ارشادات ہیں ان میں ایک کتابی حصہ شامل ہوتا ہے۔ نیکیوں سے باتیں سنی ہوتی ہیں۔ بعض لوگ اس کے نتیجے میں مجلسیں سجاتے ہیں۔ لیکن اگر آپ غور کریں۔ یا خدا بہتر جانتا ہے ان کے دل کا حال، لیکن بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہو گا کہ ان کی اکثر باتیں کھوکھلی اور دوسروں کی سنی ہوئی باتیں ہیں۔ اور تجربے کے طور ان کو ان میں سے کچھ بھی نصیب نہیں ہوا۔ اس لئے یہ ایک بہت ہی نمایاں فرق ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور آپؐ کے کلام کو سنتے ہوئے آپ کو پیش نظر رہنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں اس کا لطف سماعی نہیں ہونا چاہیے۔ اور اس تجربے کی لگن دل میں پیدا ہونی چاہیئے اس کے اندر ڈوب کر آپؐ کے تجربے سے لذت پانی چاہیئے۔ اور اس تجربے کی لگن دل میں پیدا ہونی چاہیئے کہ ہم بھی ان رستوں پہ چلیں جن رستوں کی یہ خوبصورت فضا ہے۔ ہم بھی اس سمندر میں غوطہ لگائیں جس سمندر میں غوطہ لگا کر خدا کی محبت کا لطف آتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر غور کرتے رہنا چاہیئے۔

آپؐ فرماتے ہیں :۔ جس دن اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہو گا اس دن اللہ تعالیٰ

سات آدمیوں کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دیگا

اوّل۔ امام عادل۔ وہ شخص جسے خدا نے امام بنایا ہو۔ یا دنیا کی بھی سرداری دی ہو۔ وہ عدل سے کام لے۔ دوسرے، وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے جوانی بسر کی ہو۔ اب ان سب جوڑوں میں آپ کو ایک خاص حکمت کی بات نظر آئے گی۔ یہ کوئی اتفاقاً جوڑ نہیں بنائے گئے۔ اس سے آپ کو معلوم ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کلام اور آپؐ کے کلام کا ہر حصہ گہری حکمتوں پر مبنی ہوتا تھا۔

امام جو بن جائے،

حاکم بن جائے۔ وہ اگر عدل نہ کرے تو اس کو دنیا میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ شخص جو عدل کرتا ہے، وہ شخص اگر عدل کرتا ہے جس کے اوپر پوچھنے والا ہو تو اس کے عدل کا وہ مقام نہیں ہے۔ اس کے عدل کا وہ مرتبہ نہیں ہے۔ لیکن جب وہ شخص عدل کرے جس سے اوپر انسانوں میں سے کوئی پوچھنے والا نہ ہو تو اس کے عدل کا ایک خاص مقام اللہ کی نظر میں پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اس سے خاص رحمت کا سلوک فرمائے گا۔ یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہے۔

اور پھر اکثر آپ بوڑھوں کو عبادت کرتا ہوا دیکھیں گے۔ کیونکہ دنیا کی اکثر لذتیں دیسے ہی ختم ہو چکی ہوتی ہیں۔ اور خالی بیٹھے کے جو بیزار ہونا ہے۔ اپنی زندگی بڑے کڑے حال میں گزارتے ہیں اس سے بہتر وہ سمجھتے ہیں کہ کیوں نہ عبادت کی جائے۔ تو کہتے ہیں۔ ہم دم واپسیں بر سر راہ، ہم بڑا اب اللہ ہی اللہ ہے۔ یعنی خدا صرف واپسی کا رستہ رہ گیا ہے۔ اس سے پہلے خدا کا کوئی ذکر ہی نہیں تھا۔ ضرورت ہی کوئی نہیں تھی۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی مضمون کو کھولتے ہیں۔ فرماتے ہیں، دم والپسیں کا اللہ تو کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ آغازِ سفر کا خدا ہے۔ اگر تم اُس کو پکڑو گے تو وہ تمہیں پھر واپسی وقت تک کبھی نہیں چھوڑے گا۔ پھر تمہارا دمِ والپسیں قبول ہوگا۔ اس لئے وہ جو

جوانی میں خدا کی عبادت سیکھتے ہیں

خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ اور وفا کے ساتھ اُس عبادت پہ قائم رہتے ہیں دمِ والپسیں تو کیا خدا قیامت کے دن تک اُن کو یاد رکھتا ہے۔ اور جب کوئی سایہ اور میسّر نہیں آئے گا اُس وقت خدا کا سایہ اُن کو میسّر آئے گا۔ یہ ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ نصیحت۔ جس کے ساتھ گوندھ گوندھ کے، گھونٹ گھونٹ، جرعہ جرعہ، اللہ تعالیٰ کی محبت پلائے چلے جاتے ہیں۔ فرمایا:۔

تیسرے وہ آدمی جس کا دِل مسجدوں کے ساتھ لگا ہُوا ہے۔ اور مسجدوں کے ساتھ دِل لگے ہونے کی، آپ حدیثوں میں مطالعہ کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہی روایتیں آتی ہیں۔ لبا اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ذکر فرماتے ہیں اور نام نہیں لے رہے ہوتے۔ اور بعض جگہ جس طرح کے لئے ہمارا کوئی پکڑا جاتا ہے، اس طرح پیار اور عشق کے انداز میں بھی آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکسار یہ چھپنا دُنیا کی نظر سے، یہ پکڑا جاتا ہے۔ چنانچہ ہمیں کثرت سے ایسی احادیث ملتی ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ آپ کا دِل ہر وقت مسجد میں اٹکا رہتا تھا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی یہی گُر آپؐ سے سیکھا۔ اور آپؑ کے متعلق بھی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ بچپن ہی سے، مسجد سے ایسا تعلق تھا کہ لبا اوقات اُسی صف پہ عبادت کرتے کرتے نیند آگئی۔ اور مسجد کا خادم صف لپیٹا تھا تو آپؑ کو بھی بعض دفعہ لپیٹ دیا کرتا تھا بیچ میں۔ تو عبادت کے بعد مسجد کا ذکر کیوں ہے؟ کیا عبادت کا، جوانی کی عبادت کا، ذکر کافی نہیں تھا؟ امرِ واقعہ یہ ہے کہ

عبادت کی حفاظت کے لئے مسجد ضروری ہے۔

اور مسجدوں کی آبادی نہایت، بہت ہی بڑا مقام رکھتی ہے۔ عبادتوں کے قیام کے لئے۔ اگر مساجد نہ ہوتیں تو کبھی کی مسلمانوں سے عبادت مٹ چکی ہوتی۔ اسی لئے صرف اسلام ہی میں نہیں بلکہ دُنیا کے ہر مذہب میں ایک خاص عبادت گھر بنایا گیا ہے۔ عبادت گھر کا تصور قائم فرمایا گیا ہے۔ اور کوئی بھی دُنیا کا ایسا مذہب نہیں جہاں عبادت کا مضمون تو نظر آتا ہو لیکن عبادت خانہ نظر نہ آتا ہو۔ حالانکہ عبادت تو گھروں میں بھی ہو سکتی ہے، جنگلوں میں بھی ہو سکتی ہے۔ شہروں میں بھی ہو سکتی ہے۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کے سوا جب مساجد کا ذکر فرمایا تو اس کی طرف توجہ دلائی ہے ایسے بھی بعض عبادت کرنے والے ہونگے جنہوں نے جوانی عبادتوں میں کاٹی ہے۔ لیکن مساجد کے ساتھ اُن کا تعلق نہیں رہا ہوگا۔ بعض ایسی جگہ پیدا ہوتے ہیں جہاں مسجدیں میسّر نہیں آتیں۔ بعض ویسے ہی جنگلوں اور بیابانوں میں رہنے والے لوگ ہیں۔ تو خدا اُن کو بھی نہیں بھولتا۔ اُن کی عبادتوں پہ بھی نظر فرماتا ہے۔ لیکن عبادت کا معراج مساجد میں ہے۔ اور مسجدوں میں جو عبادت قائم کی جاتی ہے وہ سب سے اعلیٰ عبادت ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا الگ ذکر فرمایا کہ وہ شخص جس کا دل مسجدوں کے ساتھ لگا ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ اُسے کبھی نہیں بھولتا۔ اور قیامت کے دن جب کوئی اور سایہ میسّر نہیں ہوگا اُس وقت خدا اپنا سایہ اُسے بھی نصیب فرمائے گا۔ پھر فرمایا،

چوتھے، وہ دو آدمی جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اُسی پر وہ متحد ہوئے اُسی کی خاطر ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ اب محبت کا مضمون تو ہر جگہ دُنیا میں پھیلا ہُوا ہے۔ بغیر محبت کے بغیر تعلق کے تو انسانی زندگی کا کوئی تصوّر ہی نہیں ہے۔ بلکہ حیوانی زندگی کا بھی کوئی تصوّر نہیں۔ لیکن یہ ایک نیا مضمون ہے کہ آپس کے تعلق خدا کی محبت کے نتیجے میں ہوں۔ جہاں تک میرا علم ہے کسی اور مذہب میں اس مضمون کو اس حُسن کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا۔ ممکن ہے مخفی طور پہ اشارے تو ملتے ہوں گے، لیکن اس شان اور وضاحت کے ساتھ سوائے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے، کسی نے یہ مضمون نہیں باندھا اور کثرت کے ساتھ اس مضمون کو باندھا ہے آپؐ نے۔ الْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ۔ اللہ کے نام پر، اللہ کی خاطر محبت کرنا اور اللہ کی خاطر بغض کرنا۔ اور اپنے نفس کو اس میں سے مٹا دینا۔ یہ ایک بہت ہی اعلیٰ درجے کی محبت ہے۔ جو انسانی محبتوں میں بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ اور اگر یہ محبت روزمرہ کی ہماری زندگی کا حصّہ بن جائے یا ہماری محبتوں پر غالب آجائے تو اسی دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک ایسی جنّت پیدا ہو سکتی ہے جس کا دوسری قومیں محض اُخروی زندگی میں تصوّر باندھتی ہیں۔ لیکن جماعتِ احمدیہ اگر اس پر عمل کرے اور حبّ فی اللہ کا مضمون سیکھ جائے اور بغض فی اللہ کا مضمون سیکھ جائے تو حقیقت یہ ہے کہ

یہی دُنیا ہمارے لئے جنّت کا گہوارہ بن جائے۔

امن کا گہوارہ بن جائے اور جنّت نشان ہو جائے۔ پھر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اور یہ بھی ایک مشکل مضمون ہے۔ اسی لئے اسے خاص طور پر چُنا ہے اکثر ہماری محبتیں جس کو ہم خدا کے لئے کہتے ہیں اُن کا اگر آپ تجزیہ کریں تو پتہ لگے گا کہ اپنی محبت تھی نام ہم نے خدا کی محبت رکھ دیا تھا۔ اس لئے خطرے کی گھنٹی ہے اس ہدایت میں اپنی محبتوں کا تجزیہ کرنا شروع کریں۔ آپ حیران ہوں گے کہ شاذ کے طور پر آپ کی محبت ہے جو خالصةً للہ ہوگی۔ ورنہ اکثر محبتیں اپنی ہیں اور اپنی محبتوں کے نتیجے کو آپ خدا کی محبت قرار دے رہے ہوتے ہیں۔

مثلاً ایک امیر ہے۔ آپ اُس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اُس سے پیار کرتے ہیں اُس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور بہت اپنے آپ کو اس معاملے میں غلطی سے بہت ہی خدا کی محبت کی خاطر محبت کرنے والا سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ جماعت کا امیر ہے۔ اُس سے تعلق ہے۔ اُس کے کہنے پر اُس کی فرمانبرداری میں آپ جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔ تو اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ آپ کو خدا سے محبت ہے اور خدا کی محبت کی خاطر کر رہے ہیں۔ لیکن اگلے سال الیکشن ہوتا ہے امیر بدل جاتا ہے ایک اور امیر آجاتا ہے جسے آپ اپنے سے ادنیٰ سمجھ رہے ہیں۔ ایک اور امیر آجاتا ہے جس کی عادات آپ کو پسند نہیں ہیں۔ تو اچانک آپ اس کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیتے ہیں کہتے ہیں یہ ایسا نہیں ہے۔ پہلا امیر کہاں اور یہ امیر کہاں۔ اس میں تو وہ خصلتیں ہی نہیں جس کے نتیجے میں انسان ان کی پیروی کرے۔ وہیں آپ کی محبت کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔ وہیں پتہ چلتا ہے کہ جتنے سال بھی آپ نے اس امیر سے محبت کی اُس کی اطاعت کی اُس کی خاطر جماعت کی خدمت کی وہ سارے نفس کی محبت تھی، خدا کی محبت کا اُس میں کوئی بھی دخل نہیں تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کے پیچھے ایک بہت ہی وسیع مضمون پوشیدہ ہوتا ہے۔ اور اس میں ڈوب کر، اُس کی گہرائی میں جا کر آپ کو پھر حقیقی طور پر معلوم ہوگا کہ آپؐ کیا کہہ رہے ہیں۔ اسی لئے میں یہ زور دیتا ہوں کہ آپ سُنے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ان کے آپؐ کے تجارب میں شریک ہونے کی کوشش کریں۔ اور جب تک آپ ارشادات پر پوری توجہ کے ساتھ غور نہیں کریں گے۔ یہ عام آدمی کا کلام تو ہے نہیں کہ سرسری طور پر آپ کو سمجھ آجائے اس لئے جب تک آپ پوری توجہ کے ساتھ غور نہیں کریں گے آپ کو پہلے تو اس کا مضمون ہی نہیں سمجھ آئے گا اور پھر جب سمجھ آئے گا تو پھر اگلا مرحلہ ہے۔ اُس مضمون کو اپنی

زندگی میں جاری کرنا۔ یہ بعض دفعہ اتنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ایک چھوٹے سے ارشاد کو بھی انسان اپنی زندگی میں جاری کرتے ہوئے بڑی دقتیں محسوس کرتا ہے۔ اب یہی مسئلہ کے مثلاً۔

اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ۔

بڑے وسیع تجربے کے بعد میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ابھی تک ہماری جماعتیں تقویٰ کے اس معیار پہ پوری نہیں آئیں۔ بہت شاذ جماعتیں ہیں جن کے متعلق پورا اطمینان ہے کہ خالصتہً للہ محبت ہے اور خالصتہً للہ بغض ہے۔ لیکن بہت سی جماعتیں ہیں جہاں ایک عنصر ہر وقت موجود رہتا ہے۔ جن کی محبت کبھی کبھی بظاہر خدا کی محبت دکھائی دے رہی ہوتی ہے۔ لیکن پھر وہ دوسری دفعہ کسی اور موقعہ پر اُن کی محبت کا راز بھانڈا پھوٹ جاتا ہے یا اُس کا راز کھل جاتا ہے۔ اور اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ نہیں اُن کی محبت تو انسانی محبت تھی لیہی خدا کے نام پر چل رہی تھی۔ اگر جماعت اس مضمون کو سمجھ جائے تو ایک ایسا حیرت انگیز مضبوط نظام اُبھرے دنیا میں کہ اُس میں کوئی دشمن کبھی رخنہ نہ ڈال سکے۔ تو کتنی چھوٹی سی بات ہے لیکن اس چھوٹی سی بات کے اندر بھی قوموں کی زندگی اور اُن کی بقا کا راز ہے۔ یہ روحانی قوموں کی زندگی اور اُن کی بقا کا راز ہے۔

پھر فرمایا: وہ پاکباز مرد جس کو خوبصورت عورت اور با اقتدار عورت نے بدی کی طرف بلایا ہو پھر اُس نے کہا میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہوں۔

عام حالات میں حُسن کی کشش کا مقابلہ کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے۔ لیکن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دیکھیں اُس کے ساتھ با اقتدار کا لفظ شامل فرما دیا۔ با اقتدار تو اگر بدصورت بھی ہو، تو انسانی فطرت یہ ہے کہ اُس سے تعلق باندھنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے۔ بعض دفعہ اعلیٰ نسب کی خاطر نہایت ہی منحوس اور بدصورت عورتوں کو بھی انسان قبول کر لیتا ہے۔ خاندان اونچا ہے۔ مقام اونچا ہے۔ مرتبہ اونچا ہے۔ تو دیکھیں آزمائش کے مقام کو کہاں تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچا دیا۔ فرمایا حسین عورت ہو۔ اور پھر با اقتدار ہو، وہ بلا رہی ہو اور پھر انسان کہے کہ نہیں میں نے یہ کام نہیں کرنا۔ ایسے شخص کو بھی خدا پھر کبھی نہیں بھولتا۔ اور قیامت کے دن اُس کے اوپر خدا کی رحمت کا سایہ ہوگا۔

اس میں دراصل سورۃ یوسف کا خلاصہ بیان فرما دیا ہے۔ ایک چھوٹے سے فقرے میں روح بیان کر دی ہے۔ حضرت یوسفؑ کی نیکی کی۔ عام لوگ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کہ کیوں خدا تعالےٰ نے (حضرت) یوسفؑ کو اتنا عظیم الشان مقام عطا فرمایا کہ قرآن کریم میں اُس کے نام کی ایک سورۃ جاری فرما دی ہمیشہ ہمیش کے لئے۔ اور پھر احسن القصص بیان فرمایا اس کو۔ اُس آزمائش میں یہی دو باتیں اکٹھی ہو گئی تھیں۔ حُسن بھی اپنے عروج پر تھا اور قوت بھی بہت بڑی حاصل تھی اُس شخص کو۔ اور اُس کی بیوی کو۔ چنانچہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ اُس کے کہنے پر سارے شہر کی معزز عورتیں حاضر ہوئیں شوق کے ساتھ۔ اور اُس کے کہنے میں چلنے والی تھیں وہ۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض ایک عام بیوی نہیں تھی افسر کی۔ بلکہ با اقتدار بیوی تھی۔ بعض عورتیں اپنے افسروں کے ذریعے حکومت کر رہی ہوتی ہیں اُن کی اور بھی زیادہ شان بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ آج کل ریگن (PRESIDENT REAGAN) کو یہی طعنہ دیا جا رہا ہے۔ امریکہ میں کہ یہ تو یونہی نام کا پریذیڈنٹ ہے اصل تو اس کی بیوی پریذیڈنٹ ہے۔ یہاں تک کہ پچھلے دنوں اُس نے بڑے چڑھ کر پریس (PRESS) میں اس کی تردید کی کہ نہیں، میں ہی پریذیڈنٹ ہوں میری بیوی کہاں سے ہو گئی۔

اس کے متعلق معلوم یہی ہوتا ہے کہ اصل وہ صاحبِ اقتدار تھی۔ اور اُس کا خاوند اُس کے پیچھے چلتا تھا۔ چنانچہ ہر صورت میں وہ غالب رہی ہے خاوند کے اوپر۔ اور علاوہ اس کے پر بھی اُس کا بڑا اثر تھا۔ تو آپؐ نے نام تو نہیں

نہیں لیا لیکن

یوسفی شان کا خلاصہ بیان فرما دیا ہے۔

کہ پاکباز مرد جس کو خوبصورت اور با اقتدار عورت نے بدی کی طرف بلایا۔ اور پھر اُس نے اس کا انکار کیا ہے۔

چھٹے، وہ سخی جس نے اس طرح پوشیدہ طور پر اللہ تعالےٰ کی راہ میں صدقہ دیا اُس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی۔ اُس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔

اب صدقے کے مضمون میں بھی ہمارے بے شمار نیک خرچ جو نیکی کے نام پہ ہم کرتے ہیں اور بسا اوقات اُن کے پیچھے دل کا جذبہ بھی شامل ہوتا ہے۔ یعنی ریاء کی خاطر نہیں کر رہے ہوتے دل ایک خاص جذبے سے متاثر ہو جاتا ہے۔ کسی قربت سے، کسی کی تکلیف سے، دردمند ہو جاتا ہے، ہم خرچ کر دیتے ہیں۔ لیکن شیطان موقعے کی تلاش میں رہتا ہے۔ جب خرچ کر رہے ہوتے ہیں اُس وقت وہ داخل ہو جاتا ہے۔ کہ تم نے ٹھیک ہے، اچھے کام کی خاطر کیا تھا۔ بڑی نیکی کی ہے اب ساتھ ہی اگر شہرت ہو جائے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ کیا حرج ہے؟ دنیا بعد میں واہ واہ کرے کہ تم نے اس طرح کیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ہر اُس سوراخ سے واقف تھے جس سے بدی داخل ہوتی ہے اور اپنی حفاظت فرما چکے تھے ہر اُس سوراخ سے۔ اس لئے

صاحبِ تجربہ تھے

اور جانتے تھے کہ یہ انتہا ہے آزمائش کی۔ فرمایا کہ خدا کی بھی باریک نظر یہاں تک پہنچتی ہے۔ تم اگر خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو کرتے رہو گے۔ لیکن کبھی ایسا بھی تو خرچ کرو کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ کہ کس طرح تم نے خدا کی راہ میں خرچ کر دیا۔ ایسا شخص جو ریاء سے کلیتہً پاک ہو۔ آغاز میں بھی اور انجام میں بھی عطا کرتے وقت بھی اور اُن محرکات کے لحاظ سے بھی جو عطا کے پیچھے ہوتے ہیں۔ تو ایسے شخص کو بھی پھر خدا کبھی نہیں بھلاتا۔ ہمیشہ خدا اُسے پیار اور محبت سے یاد رکھتا ہے۔ اور جب سائے کی تلاش ہوگی بنی نوع انسان کو تو اُس کو بھی خدا کے سائے کی طرف بلایا جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی رنگ میں خدا کے پیار کی باتیں دکھایا کرتے تھے۔ اُس سے انسان کو کس طرح تعلق بڑھانا چاہیئے۔ کس طرح خدا کا پیار جیتنا چاہیئے۔ کہ عام صحابہ میں اس کی طرف بڑی شدت سے احساس پیدا ہو چکا تھا۔ کہ ہم نیکی کریں۔ تو اُس کے نتیجے میں ہمیں دنیا میں واہ واہ نہ ملے۔ اور اگر ملتی بھی ہو تو ہم اُس کا انکار کر دیں۔ چنانچہ بعض صدقات کے معاملے میں روایت ملتی ہے کوئی شخص، صحابی، رات کو نکلے چھپ کر کسی کو دینے کے لئے۔ تو ایک فاحشہ عورت کو دیدیا صدقہ۔ اور صدقہ دیتے ہی دوڑ جایا کرتے تھے کہ وہ شکریہ بھی ادا نہ کر سکے۔ پتہ ہی نہ لگے کس کو دیا ہے۔ دوسرے دن شہر میں باتیں شروع ہو گئیں ایک فاحشہ عورت تھی وہ شکار کی تلاش میں نکلی ہوئی تھی۔ ایک سیدھا سادہ آدمی اُس کو صدقہ دے کر بھاگ گیا۔ کبھی کسی اور کو دیدیا کبھی کسی اور کو دیدیا۔ بڑی دلچسپ ہے وہ روایت کہ کس طرح وہ بار بار کسی ایک امیر آدمی کو صدقہ دے کر بھاگ گئے۔ اتنا بھی وقت نہ دیا اُس کو کہ واپس کرے کہ میاں مجھے کیا دے رہے ہو میں تو تمہیں دے سکتا ہوں۔

یہ جو جذبہ پیدا کر دیا تھا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اس جذبے کے نتیجے میں خدا کے پیار کی باریک راہوں کو تلاش کرتے تھے وہ لوگ۔ اور اللہ تعالےٰ کی اُن پر نظر ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ قرآنِ کریم میں ایسے لوگوں کا ذکر خدا تعالےٰ نے ہمیشہ کے لئے محفوظ فرما دیا۔ وہ فرماتا ہے۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّاَسِيرًا۔

کہ دیکھو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے کیسے عشاق پیدا کئے ہیں۔

یطعمون الطعام علیٰ حبّہٖ ...... وہ محض اللہ کی محبت کی خاطر مسکینوں کو بھی کھانا کھلاتے ہیں، یتیموں کو بھی کھانا کھلاتے ہیں۔ اسیروں کو بھی کھانا کھلاتے ہیں۔ اس کا عموماً یہ ترجمہ کیا جاتا ہے کہ کھانے کی محبت پر کہ جب کھانا کم ہو اور جب غربت ہو۔ اس کے باوجود دیتے ہیں۔ یہ بھی اس کا مطلب صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کی دوسری آیت سے اس مضمون کو بھی تقویت ملتی ہے۔ لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا ممّا تحبّون۔ کہ تم اعلیٰ درجہ کی نیکی نہیں پا سکتے جب تک کہ اُس مال میں سے خدا کے لئے خرچ نہ کرو جس مال سے تمہیں محبت ہے یعنی اُس کی کمی محسوس کر رہے ہو یا بہت ہی زیادہ قدر و قیمت محسوس کر رہے ہو۔ تو یہ مضمون بھی درست ہے۔ لیکن اس آیت سے اگلی آیت یہ بھی بتا رہی ہے کہ علیٰ حبّہٖ سے مراد ہے اللہ کی محبت کی خاطر۔

محض خدا کی محبت کی خاطر

یعنی اُن کا خرچ محض اپنے جذبات کی بناء پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے نتیجے میں ہوتا تھا۔

انّما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاءً ولا شکوراً۔

وہ جو نیکی کا خرچ ہے۔ جس کی جڑیں انسانی دل کی تحریک میں ہوتی ہیں اُس کے نتیجے میں طبعاً انسان جزاء اور شکر چاہتا ہے۔ اور اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ جتنا زیادہ کوئی احسان کرتا ہے اتنی زیادہ توقع رکھتا ہے کہ کوئی احسان مند ہو۔ لیکن قرآن کریم نے اور اس کی روشنی میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی زندگی کا ہر پہلو خدا کی محبت کی طرف موڑ دیا۔ اور انسانی فطرت سے گویا جڑیں نکال کر جس طرح پنیری لگانے والا ایک دوسری زمین میں پنیری لگاتا ہے۔ اس طرح خدا کی محبت میں ہر انسانی سکون اور ہر انسانی حرکت کی پنیری لگا دی۔ وہ روزمرہ آپ کو خرچ کرتے دکھائی دیں گے بعض اوقات آپ سے بہت زیادہ خرچ کرتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ لیکن اُن کے خرچ کے محرکات اور اُن کی وجوہات اور، اور خرچ کے بعد اُن کے انداز اور، اور توقعات اور۔ لیکن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سوسائٹی پیدا کی۔ اُن کے متعلق خدا گواہی دے رہا ہے کہ دل کے جذبات کے ساتھ انہوں نے اُن اپنی نیکیوں کا تعلق توڑ کے خدا کی محبت میں اُن کی جڑیں گاڑ دیں۔ ہر چیز پر خدا کی محبت غالب آگئی تھی۔ فرمایا۔ وہ کہتے ہیں انما نطعمکم لوجہ اللہ۔ ہم تمہیں بتا رہے ہیں، ہمارا تم پر کوئی احسان نہیں ہے۔ کہیں سادگی سے یہ نہ سمجھ لینا کہ تم ہمارے احسان کے نیچے آگئے ہو۔ لا نرید منکم جزاءً ولا شکوراً۔ انما نطعمکم لوجہ اللہ۔ اللہ کے چہرے کی خاطر ہم کر رہے ہیں۔ اُس کے پیار کی خاطر کر رہے ہیں۔ اس لئے ہماری جزاء وہ دے گا۔ وہ ہم سے پیار کرے گا۔ تم پر ہمارا کوئی احسان نہیں۔ نہ ہم تم سے کوئی جزاء چاہتے ہیں۔ نہ تم سے کوئی شکر چاہتے ہیں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

پوشیدہ نیکی کے اوپر زور دے کر

اس مضمون کو کھول دیا ہے۔ کہ انسانی فطرت سے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ بے مقصد نیکی کرے۔ اور اگر کوئی شخص پوشیدہ نیکی میں انتہا کر دیتا ہے۔ تو یقینی طور پر اُس کی نیکی کا محرک خدا کی محبت ہے۔ پس اس مضمون کو خدا کی محبت سے اس طرح باندھ دیا ہے کہ اس سے زیادہ گہرائی کے ساتھ اور مضبوطی کے ساتھ کوئی مضمون خدا کی محبت میں نہیں باندھا جا سکتا۔ مائیں تو کہتی پھرہ کہ "سُتّے پُتّر دا منہ کی چُمنا" یعنی فائدہ کیا؟ حالانکہ ماں کو پیار بے ساختہ ہوتا ہے۔ وہ چاہتی ہے بیٹے سے پیار کرے تو کہتی ہے "سُتّے پُتّر دا منہ کی چُمنا"..... جو سویا ہوا بیٹا ہے اُس کو پیار کرنے کا کیا فائدہ۔ آگے سے پتہ ہی نہ لگے اُس کو کیا ہو رہا ہے۔

تو ایسی کایا پلٹ دی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سُتّے پُتّر کے لئے پُتّر کو پیار سے سلانے لگے۔ جب اُن کی آنکھیں بند ہو جاتی تھیں جب وہ غافل ہو جاتے تھے پتہ نہیں لگتا تھا کہ کون منہ چوم رہا ہے تب خدا کے نام پر وہ اُن کے منہ چومتے تھے۔ اُن غریبوں کو سینے سے لگاتے تھے۔ کیسی عظیم الشان کایا پلٹی ہے۔ اور خالصۃً یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے نتیجے میں حسن پیدا ہوا ہے ورنہ ہو ہی نہیں سکتا کبھی سوسائٹی میں ایسا عظیم الشان حسن۔

پھر فرمایا، ساتویں وہ مخلص جس نے خلوت میں اللہ کو یاد کیا اُس کی محبت اور خشیت سے اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کوئی دیکھنے والا نہیں۔ کچھ نہیں۔ اکیلے میں اللہ یاد آیا اُس کے پیار کی باتیں یاد آئیں اور اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کو بھی خدا کبھی نہیں بھولے گا۔ اور قیامت کے دن جب کوئی اور سایہ نہیں ہوگا خدا کی رحمت کا سایہ اُس کے سر کو بھی ڈھانپ لے گا۔

پس تقویٰ سیکھنا ہے تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھیں اور تقویٰ کی سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ حسین صورت وہی صورت ہے جو محبتِ الٰہی سے تعلق رکھتی ہے گویا محبتِ الٰہی اور تقویٰ ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں۔ اس مضمون پر انشاء اللہ تعالیٰ بقیہ حصہ آئندہ خطبے میں بیان کروں گا کیونکہ یہ بہت ہی پیارا اور بہت ہی بنیادی اور اہم مضمون ہے اور میں چاہتا ہوں کہ

صد سالہ جشن سے پہلے پہلے

جماعت تقویٰ سے اس قدر ایسی حسین اور مزین ہو چکی ہو کہ سجی ہوئی دلھن کی طرح جو اپنے حسن کے عروج پر ہو اور پھر سجائی گئی ہو اس طرح اگلی صدی میں داخل ہو رہی ہو۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

خطبہ ثانیہ :۔

بعض احباب کی اور بعض خواتین کی، بعض نوجوانوں کی پچھلے ایک ہفتے کے اندر وفات ہوئی ہے اُن کی نماز جنازہ غائب کے لئے درخواست کی گئی ہے۔ جمعہ کے معاً بعد ہم انشاء اللہ نماز جنازہ غائب پڑھیں گے۔ سب سے پہلے ملک محمد خان جوئیہ موصی تھے۔ بھابڑا ضلع خوشاب میں صدر جماعت تھے۔ اور ہمارے شیر دل مجاہد اللہ کے فضل سے کلمہ شہادۃ کے لئے عظیم قربانی کرنے والے جہانگیر محمد صاحب جوئیہ کے نانا تھے۔ اُن کی وفات کی اطلاع ملی ہے۔ جہانگیر محمد صاحب جوئیہ نے درخواست کی ہے کہ ان کی نماز جنازہ غائب پڑھی جائے۔

پھر ہمارے ایک بڑے مخلص خاندان کے فرد شیخ محمد اقبال صاحب جو شیخ محمد حنیف صاحب کوئٹہ کے بھائی تھے اور شیخ کریم بخش صاحب جو کوئٹہ کی جماعت کے پہلے امیر رہے ہیں اور حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ اُن کا بہت ہی عشق کا گہرا تعلق تھا اس لحاظ سے اُن کی شخصیت ہمارے بچپن میں ہمارے ذہنوں میں نقش رہی۔ جو خاص فدائی ہوتے تھے اُن میں سے تھے وہ۔ اور اسی لئے اُنکی اولاد میں بھی یہی جذبہ آگے ورثے میں جاری رہا۔ دل کا غالباً حملہ ہوا ہے اچانک۔ اُن کی وفات کی اطلاع ملی۔

پھر مرزا انور بیگ صاحب ابن مرزا محمد جمیل بیگ صاحب۔ یہ حضرت مصلح موعودؓ کے ڈرائیور ہوا کرتے تھے۔ ضلع لاہور کے رہنے والے تھے۔ ہمارے عبدالرزاق منگلا مربی سلسلہ کے خسر بھی تھے۔ ان کی وفات کی اطلاع ملی ہے۔

ایک سمیع اللہ خان صاحب طالب علم تھے یہ مرڑ بھٹیاں کے پاس بس کے حادثے میں وفات پاگئے۔ بڑے مخلص اچھے نوجوان تھے۔ ان کا بھی خاندان کو بہت گہرا صدمہ ہے۔ ایک ہمارے مبشر احمد صاحب ہیں۔ بچہ ہے چھوٹا۔ طاہر احمد صاحب جرمنی کے ہیں۔ اُن کا تقریباً تین سال کا بچہ تالاب میں ڈوب گیا۔ اور باہر بیچارے کا ٹوپا پڑا ہوا تھا اُس سے پولیس نے پھر تالاب سارا خشک کروایا تو اندر سے لاش نکلی۔ ان سب کے لئے اور ان کے پسماندگان کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ انہیں اپنی رحمت کے سائے میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اسلام میں ایک عظیم عبادت "روزہ"

از مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ علاقہ ورنگل

قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے کہ اسلام سے قبل جتنے بھی مذاہب دُنیا میں تھے ان میں روزہ کی عبادت رائج تھی۔ (ملاحظہ ہو سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۴) تاریخ بھی یہی گواہی دیتی ہے۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں روزہ کے ماتحت لکھا ہے :-

it would be difficult to name any religious system of any description in which it is wholly unrecognised.

یعنی دُنیا کا کوئی باقاعدہ مذہب ایسا نہیں جس میں روزہ کا حکم نہ ملتا ہو۔ (بحوالہ تفسیر کبیر جلد دوئم صفحہ ۳۷۳)

لیکن اسلام میں روزہ کی عبادت اپنی کیفیت، حکمت اور فلسفہ کی وجہ سے بالکل ممتاز اہمیت کی حامل ہے۔ چنانچہ ذیل میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کا ایک بصیرت افروز اقتباس درج کیا جاتا ہے جو روزوں کی فرضیت، حکمت اور برکات پر روشنی ڈالتا ہے حضورؓ فرماتے ہیں :-

"اسلام میں روزوں کی یہ صورت ہے کہ ہر بالغ عاقل کو برابر ایک مہینہ کے روزے رکھنے کا حکم ہے سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص بیمار ہو یا اسے بیماری کا یقین ہو یا سفر پر ہو یا بالکل بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہو ایسے لوگ جو بیمار ہوں یا سفر پر ہوں ان کے لئے حکم ہے کہ دوسرے اوقات پر روزہ رکھیں۔ اور جو بالکل معذور ہو گئے ہوں ان کے لئے کوئی روزہ نہیں روزہ کی یہ صورت ہے کہ پو پھٹنے سے لے کر سورج کے غروب تک کوئی چیز کھائے نہ پیئے نہ کم نہ زیادہ اور نہ مخصوص تعلقات کی طرف توجہ کرے۔ پو پھٹنے سے پہلے چاہیئے کہ کھانا کھا لے اور پانی پی لے تا جسم پر غیر معمولی بوجھ نہ پڑے۔ صرف شام ہی کو کھانا کھا کر متواتر روزے رکھنے کو شریعت نے ناپسند کیا ہے۔

روزہ کی حکمتیں قرآن کریم نے یہ بتائی ہیں۔ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ (البقرۃ ع ۲۳) تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اظہار کرو اس وجہ سے کہ اس نے تم کو سچا راستہ دکھایا ہے اور تاکہ تم میں شکر کرنے کا مادہ پیدا ہو۔ یعنی ایک فائدہ تو یہ مدنظر ہے کہ تم ان دنوں میں بوجہ سارا دن کھانے پینے کے شغلوں سے فارغ رہنے کے اور مادیت کی طرف سے توجہ کے ہٹ جانے کے اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرو گے دوسرے یہ فائدہ مدنظر ہے کہ اس طرح بھوک کی تکلیف محسوس کر کے تمہارے دل میں شکر گزاری کا مادہ پیدا ہوگا کیونکہ انسان کا قاعدہ ہے کہ جب تک اس کے پاس کوئی نعمت ہوتی ہے اس کی اسے قدر نہیں ہوتی ہے جب چھن جائے تو اس کی قدر محسوس ہوتا ہے۔ بہت سے آنکھوں والے آدمیوں کو ان کی ساری عمر ذہن میں نہیں آتا کہ آنکھیں بھی کوئی بڑی نعمت ہے۔ لیکن جب کسی کی آنکھیں جاتی رہتی ہیں تب اُسے معلوم ہوتا ہے کہ آنکھیں اللہ تعالیٰ کی کیسی نعمت ہے۔ اس طرح روزہ میں جب انسان بھوکا رہتا ہے اور اُسے بھوک کی تکلیف محسوس ہوتی ہے تو تب اُسے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُسے کیسا آرام بخشا ہے اور یہ کہ اسے اس آرام کی زندگی کو نیک اور مفید کاموں میں صرف کرنا چاہیئے نہ کہ لہو ولعب میں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ کی حکمت یہ ہے کہ لعلکم تتقون تاکہ تم کو تقویٰ حاصل ہو۔ یہ تتقون کا لفظ قرآن کریم میں تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک دکھوں سے بچنے کے معنے میں دوسرے گناہ سے بچنے کے معنوں میں اور تیسرے روحانیت کے اعلیٰ مدارج کے حاصل کرنے کے متعلق پس اس لفظ کے ذریعہ سے تین حکمتیں اللہ تعالیٰ نے روزہ کی بیان فرمائی ہیں۔ پہلی حکمت یہ کہ انسان روزہ کے ذریعہ سے دکھوں سے بچ جاتا ہے۔ بظاہر یہ امر قابل تعجب معلوم ہوتا ہے کہ روزہ سے انسان دُکھ سے بچے کیونکہ روزہ سے تو انسان اور بھی تکلیف پاتا ہے مگر جب غور سے دیکھا جائے تو روزہ درحقیقت انسان کو دو سبق دیتا ہے جس سے اس کی قومی حفاظت ہوتی ہے۔ اوّل سبق تو یہ ہے کہ مالدار لوگ جو سال بھر عمدہ سے عمدہ غذائیں کھاتے رہتے ہیں ان کو اپنے غریب بھائیوں کی تکلیفوں کا جو فاقوں سے دن گزارتے ہیں احساس بھی نہیں ہوتا نہ انہوں نے بھوک کی تکلیف کبھی دیکھی ہوتی ہے نہ بھوک کی تکلیف کا وہ اندازہ لگا سکتے ہیں لیکن اسلام کے حکم کے ماتحت بڑے سے بڑے امراء کو روزے رکھنے پڑتے ہیں اور تب ان کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بھوک کی تکلیف کیسی ہوتی ہے اور اپنے غریب بھائیوں کی حالت کا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے اور ان کی ہمدردی کا جوش دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ قوم کی ترقی اور حفاظت ہوتا ہے اور قوم کی حفاظت درحقیقت فرد کی حفاظت ہوتی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اسلام نہیں چاہتا کہ لوگ سُست اور غافل ہوں اور تکلیف برداشت کرنے کی ان میں عادت نہ ہو بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ ضرورت کے وقت وہ ہر قسم کی مشقت برداشت کرنے کی قابلیت رکھتے ہوں۔ اور روزے ہر سال مسلمانوں کے اندر یہ مادہ پیدا کر جاتے ہیں۔ اور جو لوگ اسلام کے اس حکم پر عمل کرنے والے ہوں وہ کبھی عیاشی اور غفلت میں مبتلا ہو کر ہلاک نہیں ہو سکتے دوسرا امر کہ روزوں سے انسان گناہ سے بچتا ہے اس طرح متحقق ہوتا ہے کہ گناہ درحقیقت مادی لذات کی طرف جھکنے کا نام ہے اور یہ قاعدہ دیکھا گیا ہے کہ جب انسان کسی کام کا عادی ہو جائے تو وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتا مگر جب اس میں یہ طاقت ہو کہ اپنی مرضی پر اس کو چھوڑ بھی دے تو پھر وہ خواہش اس پر غلبہ نہیں پا سکتی۔ پس جب کوئی شخص روزوں میں تمام ان لذتوں کو جو اس کو بعض اوقات گناہ کی طرف کھینچتی ہیں خدا کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور ایک مہینہ تک برابر اپنے نفس پر قابو پانے کی عادت ڈالتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ان لالچوں کا مقابلہ آسانی سے کر سکتا ہے جو اسے گناہ کی طرف کھینچتی ہیں۔

تقویٰ کے قیام میں روزوں سے اس طرح مدد ملتی ہے کہ ان دنوں میں چونکہ رات کو کھانا کھانے کے لئے اُٹھنا پڑتا ہے زیادہ عبادت اور دُعاؤں کا موقع ملتا ہے اور دوسرے جب بندہ خدا تعالیٰ کے لئے اپنے آرام کو چھوڑتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کی روح کو طاقت بخشتا ہے"

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۹۰)

روزہ کے لئے ماہ رمضان مقرر کیا گیا ہے اور رمضان (جو اسم بامعنی ہے) ایک قمری مہینہ ہے اور اس طرح یہ روزوں کا مہینہ مختلف موسموں (سردی، گرمی اور برسات) میں چکر لگاتا رہتا ہے اور مذکورہ بالا حکمت اور فلسفہ روزہ کی شان کو مزید وسعت دینے کے لئے

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

محمد احمد شمس (پانڈیچری)

حقیقی مہدی کون؟

آں گنت درود و سلام آں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے انسان کو گمراہی کے گڑھوں سے نکال کر ہدایت پر چلنا سکھایا۔ اپنے رب سے علم غیب پاکر قیامت تک کے لئے خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کے آنے کی شہادت دی۔ جن میں ایک وجود امام مہدی کا ہے جس کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا:-

"اللہ کا خلیفہ المہدی ظاہر ہوگا۔ اگر تمہیں برف کے پہاڑوں پر سے گھٹنوں کے بل گھسٹ کر جانا پڑے تو تم جاکر اس مہدی کو میرا سلام پہنچانا۔ اور اس کی بیعت کرنا کیونکہ وہ مہدی خدا کا خلیفہ ہوگا!

(سنن ابن ماجہ جلد ۲۔ ظہور مہدی کا بیان)

حضورؐ کے بعد اب تک بے شمار افراد "مہدویت" کے دعویدار ہوئے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق حقیقی مہدی کون ہے؟ ان دعویداروں میں سے چند کے نام اور مختصر کوائف یہ ہیں:

۱۔ عیسیٰ ابن مہرویہ ___ اس نے عباسی خلیفہ مکتفی باللہ کے عہد میں دعویٰ مہدویت کیا اور شام کے ملک میں بڑا فساد برپا کیا۔ اور وہاں پر مہدی موعود اور امیر المومنین کہلانے لگا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۵۸)

۲۔ اسپانیہ میں "ابلیمان" نامی بادشاہ نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔

(حدیث الغاشیہ ص ۱۳۴)

۳۔ باریہ رباح ___ میں ایک شخص سعادت نامی نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔

(حدیث الغاشیہ ص ۱۳۴)

۴۔ شیخ علی شنقی ___ نامی ایک مشہور بزرگ نے بھی دعویٰ مہدویت کیا۔ مگر انجام کار اس دعوے سے رجوع ہوئے۔

(حدیث الغاشیہ ص ۱۳۴)

۵۔ سنہ ۔۔ میں کربلا کے رہنے والے ایک شخص کو جنون پیدا ہوا کہ وہ مہدی ہے۔ بہت سے لوگ اس کے دعوے کی تائید میں اٹھ کھڑے ہوئے بالآخر وہ ناکام و نامراد اس دنیا سے اٹھا۔

(حدیث الغاشیہ ص ۱۳۴)

۶۔ اطراف مصر میں ایک شخص محمد بن عبداللہ نامی نے سنہ ۹۱۰ھ میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ (ہدیہ مہدویہ ص ۱۸۹ و مہدی نامہ ص ۹)

۷۔ افریقہ میں ایک شخص "قاسم بن مرا" نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔

(حدیث الغاشیہ ص ۱۳۴)

۸۔ سید محمد نے ملک مغرب کی طرف نکل کر دعویٰ مہدویت کیا۔

(ہدیہ مہدویہ ص ۱۸۹ و حجج الکرام ص ۳۸۸ مہدی نامہ ص ۹)

۹۔ محمد بن عبداللہ میمون القداح نامی ایک ملحد نے جس کا دادا یہودی تھا اپنے مکر و فریب سے اپنے آپ کو خاندان نبوت سے منسوب کرکے محمد بن تومرت کی چال اختیار کرتے ہوئے دعوائے مہدویت کیا۔ (ہدیہ مہدویہ ص ۱۸۹)

۱۰۔ محمد عبداللہ بن عمر نے دعوائے مہدویت کیا۔

(اردو اخبار مورخہ ۲۰ جمادی الصفر ۱۳۰۱ھ ۱۷ اپریل ۱۸۸۴ء ص ۸ جلد ۶ نمبر ۱۶)

۱۱۔ ازنک نامی گاؤں میں سنہ ۔۔ میں محمد نامی ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ (مہدی نامہ ص ۹)

۱۲۔ محمد المہدیا نامی ایک شخص افریقہ کے شمالی حصہ کے ایک ملک مراکو میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔

(اخبار زمیندار یکم ستمبر ۱۹۱۲ء)

۱۳۔ صاحب "مدارج الولایت" کے مطابق مغلوب الحال سید محمد نوربخش جونپوری کو کشف ہوا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص سامنے کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ "انت مہدی" (یعنی تو مہدی ہے)

(ہدیہ مہدویہ ص ۱۹۰ و مہدی نامہ ص ۱۱)

۱۴۔ دسویں صدی ہجری میں شیخ محمد خراسانی نے دعویٰ کیا کہ وہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جس کے آنے کا حدیث نبویہ میں وعدہ کیا گیا ہے۔

(ہدیہ مہدویہ ص ۱۹۱)

۱۵۔ دائرہ میاں لعوت میں ایک شخص ابراہیم نے دسویں صدی ہجری میں عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔

(ہدیہ مہدویہ ص ۱۹۱)

۱۶۔ دسویں صدی ہجری میں شیخ درویش چھپک نے بھی مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔

(ہدیہ مہدویہ ص ۱۹۱)

۱۷۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں مرزا محمد علی نے مہدی تک پہنچانے والے باب ہونے کا دعویٰ کیا۔

۱۸۔ ایک گروہ کے نزدیک موسیٰ بن طلحہ بھی مہدی تھے۔

(حدیث الغاشیہ ص ۱۳۴)

۱۹۔ فرقہ امامیہ محمد بن حسن عسکری کو مہدی موعود و امام صاحب الزمان و خلیفہ انس و جان مانتا ہے۔

(سیف المسلول ص ۲۴۳ مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی)

۲۰۔ شیعوں کا ایک فرقہ محمد بن عبداللہ بن حسین کو مہدی مانتا ہے۔

(سیف المسلول ص ۲۴۳)

۲۱۔ اہل التشیع کا ایک فرقہ محمد بن عبداللہ بن حسین المثنیٰ بن الحسن بن علی بن ابی طالب کو مہدی اور نفس ذکیہ کہتا ہے۔ (تاریخ ابن خلکان و عمدۃ الطالب)

۲۲۔ شیعوں کا ایک فرقہ عسکریہ حسن عسکری کو مہدی موعود تسلیم کرتا ہے (ابن خلکان جلد ۱ ص ۱۴۷)

۲۳۔ فرقہ محمدیہ محمد بن علی نقی کو مہدی و ہادی موعود صاحب الزمان کہتا ہے۔ (غایت المقصود ص ۴۸)

۲۴۔ فرقہ کیسانیہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو مہدی موعود قرار دیتا تھا۔ (غایت المقصود ص ۴۸ و تحفہ اثنا عشریہ ص ۹)

۲۵۔ شیعوں کا ایک فرقہ ناووسیہ نے امام جعفر کو مہدی قرار دیا۔

۲۶۔ فرقہ واقفیہ نے حضرت موسیٰ بن کاظم بن جعفر کو مہدی قرار دیا۔ (تاریخ ابن خلکان)

۲۷۔ اہل تشیع کے فرقہ کیسانیہ نے محمد بن حنفیہ کو مہدی قرار دیا۔ (تاریخ ابن خلکان جلد ۲ ص ۲۱ و غایۃ المقصود ص ۴۸ و سیف المسلول ص ۲۴۳)

۲۸۔ بنی امیہ اور بنی عباس نے ابو عبداللہ محمد بن منصور کو مہدی قرار دیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۸۵)

۲۹۔ علامہ جلال الدین سیوطی کی تصنیف "تاریخ الخلفاء" میں "وہب بن منبہ" کا یہ قول درج ہے کہ اگر اس امت میں کوئی مہدی ہو سکتا ہے تو وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں۔

(ص ۱۵۸)

۳۰۔ جزیرہ جمیکا میں ایک مشنری نے عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ کیا۔

(اخبار ایڈووکیٹ مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۹۹ء)

۳۱۔ شیعوں کے ایک فرقہ کے نزدیک یحییٰ بن عمر (نبیرہ زید بن علی بن حسین) مہدی تھے۔ (سیف المسلول ص ۲۴۳)

۳۲۔ فرقہ کیسانیہ نے ابو ہاشم کو مہدی بنا لیا۔

(غایت المقصود ص ۴۸ و تحفہ اثنا عشریہ قلمی ص ۹)

۳۳۔ محمد بن تومرت جو جبل السوس کا رہنے والا تھا) نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ (تاریخ ابن خلکان ص ۴۷، حدیث الغاشیہ ص ۱۱۳۔ حجج الکرامہ ص ۳۸۱ و مہدی نامہ ص ۸ و تاریخ سپین از مسٹر کانڑی)

۳۴۔ شیخ محمد سنوسی (طرابلس افریقہ) نے مرنے سے قبل اپنے بیٹے کو "مہدی" قرار دیا۔ (اخبار وکیل امرتسر نمبر ۴ جلد ۶ مئی ۱۹۰۰ء)

۳۵۔ ضلع گورداسپور (ہندوستان) کے گاؤں قادیان میں میرزا غلام مرتضیٰ کے صاحبزادے میرزا غلام احمد نے ۱۲۹۰ھ میں مجددیت کا اور ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا۔ واضح رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "سچے مہدی" کے لئے ایک عظیم الشان پیشگوئی بھی فرمائی اور اسے حقیقی مہدی کی پہچان اور صداقت کے طور پر بیان فرمایا ہے حضورؐ فرماتے ہیں:-

"ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں جو جب سے زمین و آسمان بنے ہیں کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے (وہ نشان یہ ہیں) کہ رمضان کے مہینے میں قمر کو اس کی پہلی تاریخ کو اور سورج کو اس کی درمیانی تاریخ کو گرہن لگے گا"

(دار قطنی ص ۱۸۸ ۔ فروع کافی جلد ۳ کتاب الروضہ نعیہ و احوال الآخرۃ و لیڈر پریس ص ۔۔)

ظاہر ہے سید ولد آدم وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ یہ پیشگوئی مہدویت کے جس دعویدار کی تصدیق و تائید کرے گی۔ حقیقی مہدی وہی ہوگا!

(بشکریہ ہفت روزہ لاہور۔ لاہور مجریہ ۱۱ ۔۔ ۸۷ء)

درخواست دعا: مکرم محمد حبیب اللہ صاحب گوملا۔ رانچی کا بیٹا عزیز محمد ظفر اللہ بغرض علاج گوملا مشن ہسپتال میں داخل ہے۔ عزیز کی کامل صحت یابی کے لئے نیز مکرم محمد حبیب اللہ صاحب کی جملہ پریشانیوں کے ازالہ کے لئے قارئین سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (ادارہ)

محترم چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش کی وفات (بقیہ صفحہ اوّل)

جنوری کے آخر میں اپنے اکلوتے بیٹے عزیز چوہدری عبدالواسع کی شادی کے سلسلہ میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ پاکستان تشریف لے گئے۔ تقریب شادی سے فراغت کے بعد ۱۰ اپریل کو واپس قادیان آنے کا پروگرام بنا لیا۔ اسی دوران بیچ کی درمیانی شب چوہدری صاحب کو تکلیف محسوس ہوئی۔ مقامی ڈاکٹروں نے معدہ کی تکلیف تشخیص کر کے دوائی دی۔ پروگرام کے مطابق مرحوم ۸ ار کو لاہور آ گئے جہاں واپڈا کالونی میں اپنے ہم زلف چوہدری عطاء الرحمٰن صاحب کے ہاں قیام کیا۔ اسی روز شام کو طبیعت زیادہ خراب ہوئی اور سینے میں درد محسوس ہوا تو ان کے بھانجے کرم ڈاکٹر لطف الرحمٰن صاحب (جو چوہدری عطاء الرحمٰن صاحب کے بیٹے ہیں) اور چوہدری صاحب مرحوم کے بہنوئی ڈاکٹر عزیز صاحب ہر دو نے چیک اپ کیا تو دل کا عارضہ معلوم ہوا۔ چنانچہ فوراً میو ہسپتال لیجایا گیا جہاں سپیشل ٹیم امراضِ قلب نے معائنہ کر کے CORONORY CARE UNIT میں داخل کر لیا اور ہمہ وقت نگرانی میں علاج کرتے رہے۔ ۹ اپریل کو طبیعت قدرے بہتر رہی۔ ۱۰ ار کی شام کو پھر حملہ ہوا۔ ۱۱ ار کو طبیعت سنبھل گئی۔ مگر ۱۲ ار کی شام کو پھر حملہ ہوا اور آکسیجن لگا دی گئی۔ ۱۳ ار صبح طبیعت کافی سنبھلی نظر آتی تھی۔ عزیز و اقارب سے بات چیت کی اور اپنے بھائی چوہدری ارشاد اللہ صاحب کو کہا کہ پپیتہ کھانے کو دل چاہتا ہے۔ موصوف پپیتہ لینے بازار گئے اسی اثناء میں پھر شدید حملہ ہوا۔ جس سے جانبر نہ ہو سکے۔ امراضِ قلب کے قابل ڈاکٹر خدا تعالیٰ کی تقدیر کے آگے عاجز ہو گئے۔ اور دو بجے دوپہر روح قفسِ عنصری سے پرواز کر کے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملی۔

عزیز عبدالواسع صاحب نے بتایا کہ ۱۱ اپریل کو جو طبیعت کچھ سنبھلی ہوئی تھی اُن کے والد محترم چوہدری صاحب نے اُنہیں ICU میں اپنے پاس بلوایا۔ اور اپنے بیگ سے مجلس کارپرداز قادیان سے جاری کردہ وصیّت کا تصدیقی فارم اور پاکستان جانے سے قبل دفتر بہشتی مقبرہ قادیان سے جو تصدیق نامہ حاصل کیا تھا کہ اپریل ۱۹۸۷ء تک حساب صاف ہے وہ نکال کر ان کے سپرد کر کے کہا کہ اس کو حفاظت سے رکھ لو اور پھر نصیحت کرتے رہے کہ اپنی والدہ اور بہن کا خیال رکھنا سب کو تسلی دینا وغیرہ وغیرہ۔ پھر اسی حالت میں مرحوم نے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کے نام دُعا کے لئے ایک رقعہ اپنے ہاتھ سے لکھا اور سب درویشوں کو سلام اور دعا کی درخواست کی اور اپنے بیٹے سے خواہش کی کہ تم محترم میاں صاحب کو تفصیل سے لکھ دو کہ میری حالت ایسی نہیں کہ آ کر بجٹ پیش کر سکوں اس لئے میری معذرت قبول فرمائی جائے۔ واپس آؤں گا تو جو بھی خدمت سپرد کریں حاضر ہوں۔ اور بار بار کہتے رہے کہ قادیان بہت یاد آ رہا ہے مجھے یہاں کیوں داخل کر دیا ہے مجھے جلد قادیان پہنچا دو۔

عزیز عبدالواسع صاحب نے بتایا کہ وفات کے معاً بعد لاہور سے جب سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ٹیلیفون پر اطلاع دی گئی تو حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ ہر حالت میں نعش کو قادیان ضرور پہنچایا جائے۔ چنانچہ اگلے ہی دن نعش کو قادیان بھجوانے کا انتظام کیا گیا۔ اس سے قبل واپڈہ کالونی میں واقع چوہدری عطاء الرحمٰن صاحب کے مکان کے احاطہ میں احباب جماعت لاہور اور عزیز و اقارب سمیت مکرم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب امیر جماعتِ احمدیہ لاہور نے مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی بعدہٗ پچیس ۲۵ - تیس ۳۰ احباب جماعت لاہور و عزیز و اقارب بارڈر تک آ کر نعش کو رخصت کیا۔ دونوں طرف سے بارڈر کے عملہ نے بڑی ہمدردی کے ساتھ کارروائی مکمل کر کے جلد فارغ کیا۔ عزیز عبدالواسع صاحب نے بتایا کہ محترم چوہدری صاحب کی بیماری کے دوران ان کے خالہ زاد برادر مکرم لطف الرحمٰن صاحب جو میو ہسپتال ہی میں ڈیوٹی پر تھے اور احباب جماعت لاہور اور خاص طور پر چوہدری عبدالرشید صاحب (شاہنواز میڈیکل سٹور) نے بہت تعاون کیا فجزاہم اللہ تعالیٰ۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے محترم فضل الٰہی خان صاحب وغیرہم کو ایمبولنس اور دو کاروں کے ساتھ نعش لانے کے لئے بارڈر بھجوایا۔ چار بجے سہ پہر نعش قادیان پہنچی۔ دو گھنٹے تک نعش کو مرحوم کے گھر میں رکھا گیا۔ جہاں درویشان کرام اور ساکنین قادیان مرد و زن اپنے درویش بھائی کا آخری دیدار کرتے رہے۔ اور مرحوم کے اکلوتے فرزند عزیز عبدالواسع صاحب سے تعزیت کرتے رہے۔

اس موقع پر متعدد غیر مسلم معززین شہر۔ تجارت پیشہ اور دکاندار افراد وغیرہ جن کے چوہدری صاحب مرحوم سے ذاتی اور جماعتی مراسم تھے۔ تعزیت کے لئے تشریف لے آئے اور نماز جنازہ اور تدفین تک موجود رہے۔ اس کے بعد سے اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

مرحوم کے ایک بھائی محترم چوہدری ارشاد اللہ صاحب (جن کی بیٹی سے چوہدری صاحب مرحوم کے فرزند کی شادی ہوئی ہے) کے علاوہ ایک بہن ہیں اور مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ اور ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ عزیز چوہدری عبدالواسع صاحب صدر انجمن احمدیہ کے کارکن کی حیثیت سے سلسلہ کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔

ادارہ بدر اس موقعہ پر محترم چوہدری صاحب مرحوم کے جملہ پسماندگان سے دلی تعزیت کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب خاص میں جگہ دے اور آپ کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اسی طرح اپنے فضل سے مرکز قادیان میں سلسلہ کی خدمت کرنے والے مخلص خدام ہمیشہ عطا فرماتا رہے۔ آمین

محترم چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش ناظر بیت المال خرچ کی وفات پر

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا تعزیتی ریزولیشن

(نقل ریزولیوشن ۱۶.۴.۸۷) رپورٹ محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کہ

(۱) محترم چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش ۱۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو بمقام لاہور دل کے حملہ سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ دوسرے روز تابوت قادیان آنے پر بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

درویشی دور میں مختلف نظارتوں میں آپ کو کام کرنے کا موقعہ ملا۔ نائب ناظر مقرر ہوئے پھر چند سال سے ناظر بیت المال (خرچ) اور ساتھ ہی اعزازی طور پر افسر لنگر خانہ مقرر رہے۔ چند ماہ پہلے تک قریباً دو سال آپ وکیل الاعلیٰ تحریک جدید بھی رہے۔ آپ قضاء بورڈ اور مجلس کارپرداز دونوں کے ممبر بھی تھے۔ علاوہ ازیں وقتاً فوقتاً قائم مقام ناظر اعلیٰ اور قائم مقام امیر مقامی کے طور پر بھی خدمت بجا لانے کا آپ موقعہ پاتے رہے ہیں۔

نظارت بیت المال خرچ کا کام انتہائی ذمہ داری کے کاموں میں سے ہے۔ سلسلہ کے علاوہ اس کا تعلق سرکاری ہدایات کے مطابق وزارت داخلہ وغیرہ سرکاری محکمہ جات سے ہے۔ جس میں پوری احتیاط۔ مستعدی اور بروقت کارروائی مطلوب ہوتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر خانہ میں آنے والے مہمانوں سے بھی حسنِ اخلاق سے اور دلداری سے اور احتیاط کے ساتھ سلوک کرنا اور خاطر باتیں ہونا ضروری ہوتا ہے۔ یہ کام سالانہ اجتماعات اور جلسہ سالانہ پر بہت بڑھ جاتا ہے۔

آپ مفوضہ فرائض پوری دلجمعی، انہماک، لگن، خلوص اور ذمہ داری سے خوش اسلوبی سے سرانجام دینے کی توفیق پاتے رہے۔ تقسیم ملک سے پہلے سالہا سال تک قادیان میں دفتر اراضی سندھ میں براہ راست سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں کام کرنے سے بہت سے محاسن آپ میں اُجاگر ہوئے۔ دینی روح نمایاں تھی۔ غیر مسلموں سے آپ کے مروت کے تعلقات تھے جن سے سلسلہ احمدیہ کے بعض مسائل کے حل کرنے میں مدد ملتی تھی اور غیر مسلم آپ سے تکریم سے پیش آتے تھے۔

آپ کی وفات ایک قومی صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دُعا ہے کہ وہ اپنے فضل و رحم سے ایسے بے لوث خدمت بجالانے والے سلسلہ احمدیہ کو ہمیشہ میسّر فرماتا رہے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کے حضور یہ بھی دُعا ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آپ کے اہل و عیال، اقارب اور رفقائے کار کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا کرے اور آپ کے پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

(۲) اس قرار دادِ تعزیت کی نقول سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اور مرحوم کے پسماندگان کو بھیجنے کے علاوہ نظارت خدمت درویشان اور ہفت روزہ بدر قادیان اور مشکوٰۃ قادیان اور النصر لندن کو بھجوائی جائیں۔

فیصلہ ہوا کہ

مکرم ناظر صاحب اعلیٰ کی رپورٹ سے اتفاق ہے۔

شاہراہ غلبۂ اسلام پر

ہماری کامیاب تبلیغی و تربیتی مساعی

جماعت احمدیہ مدراس کی تبلیغی سرگرمیاں

مکرم ایم خلیل احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ مدراس رقمطراز ہیں کہ سٹوڈنٹ اسلامک موومنٹ کی طرف سے دعوت ملنے پر خاکسار اور مکرم مولوی منیر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ مدراس یکم فروری کو ان کے دفتر میں گئے جہاں تین مولوی صاحبان اور کچھ عیسائیوں کے علاوہ ۳۵ غیر احمدیوں کو احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ اور صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں سوالات کا جواب دیا گیا۔ ”بُک سیلرز“ سے ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے تامل ترجمہ کی فروخت کے بارہ میں بات چیت کی گئی۔ ”مجاہدین“ کی کانفرنس ۱۵ فروری کو ترچی ناپلی شہر میں منعقد ہوئی۔ جس میں خاکسار دو خدام کے ساتھ شامل ہوا۔ ہم نے مختلف مقامات پر لٹریچر تقسیم کیا۔ اور پیغام حق پہنچایا۔ ۲۰ فروری کو ہم انڈین ایکسپریس اور ہندو اخبار کے دفتر میں گئے اور اخبار میں اسلامی اصول کی فلاسفی پر ریویو لکھنے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کے تامل ترجمہ کی فراہمی پر مشتمل خطوط ہمیں مسلسل موصول ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جماعت احمدیہ ریلتی نگر میں سہ روزہ تربیتی اجلاس

مکرم عبد الحمید صاحب ناصر تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۸ تا ۱۰ مارچ جماعت احمدیہ ریلتی نگر کے زیر اہتمام ایک سہ روزہ تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا جس میں مقررین نے مختلف موضوعات پر احسن رنگ میں روشنی ڈالی۔ کافی تعداد میں لوگ شریک ہوئے اجتماعی دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ احباب بہترین نتائج کے لئے دعا کریں۔

پورٹ بلیئر میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی

مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر مبلغ پورٹ بلیئر (انڈیمان) رقمطراز ہیں کہ مورخہ ۷، ۸ مارچ کو پورٹ بلیئر واقع ممبالائن میں دو دن کے پبلک جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ مورخہ ۷ مارچ کو مکرم نذیر احمد صاحب کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا۔ مکرم ٹی پی محمد طاہر صاحب کی تلاوت کے بعد مکرم نذیر احمد صاحب نے نظم پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مکرم ٹی پی محمد طاہر صاحب نے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کروایا۔ اور جماعت احمدیہ اور دیگر مسلمانوں میں پائے جانے والے اختلاف کے بارہ میں روشنی ڈالی۔ بعدہٗ خاکسار نے بائبل سے حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات کے موضوع پر تقریر کی اور مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کی غرض بیان کی بعدہٗ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے دن جلسہ کے آغاز میں محترم مولانا سلطان محمد صاحب کی تقریر ختم نبوت کی کیسٹ سے سنائی گئی۔ اس کے بعد جلسہ مکرم نذیر احمد صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ مکرم سید علوی صاحب نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ بعدہٗ مکرم نذیر احمد صاحب نے نظم پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مکرم ٹی۔ پی محمد طاہر صاحب نے وفات مسیح کو بیان کرتے ہوئے مسیح موعودؑ کی بعثت ثانیہ کو بیان کیا۔ بعدہٗ خاکسار نے ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی جس میں قرآن کریم اور حدیث شریف کی روشنی میں وفات مسیح ثابت کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ اور جماعت احمدیہ کا مستقبل بیان کیا گیا۔

نیز دینی کتب کا سٹال بھی لگایا گیا اور اس میں چالیس روپے تک کی کتب فروخت کی گئیں۔ اور ہندی، اردو، انگریزی تامل زبان کا چھوٹا چھوٹا لٹریچر تقریباً سات صد کی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے آمین۔

جماعت احمدیہ سرینگر کی تبلیغی اور تربیتی سرگرمیاں

مکرم سید ناصر احمد ندیم صاحب معلم وقف جدید سرینگر لکھتے ہیں کہ وادی کشمیر کی دوسری جماعتوں کی طرح سرینگر میں بھی تبلیغی اور تربیتی کاموں کو وسعت دینے کے لئے کچھ پروگرام بنائے گئے ہیں۔ جن کے خدا کے فضل سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

حسب ضرورت مسجد احمدیہ میں مجالس سوال و جواب منعقد کی جاتی ہیں۔ جن میں شامل ہونے والے غیر از جماعت دوستوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ مسجد احمدیہ میں کیسٹ لائبریری کا بھی قیام کیا گیا ہے جس سے احمدی اور غیر احمدی احباب استفادہ کر رہے ہیں۔ مسجد میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کی کیسٹیں سنانے کے لئے مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ سرینگر نے فی الحال اپنا ذاتی ٹیپ ریکارڈر دیا ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ۔ نماز جمعہ میں بھی غیر از جماعت دوستوں کی معقول تعداد شامل ہوتی ہے۔ اور خطبہ سماعت کرتی ہے۔ تقسیم لٹریچر۔ ہاؤس بوٹ میں آنے والے ملکی اور غیر ملکی دوستوں کو حسب ضرورت لٹریچر دیا جاتا ہے۔ ”قبر مسیح“ پر ایک غیر از جماعت دوست کے ذریعہ لٹریچر تقسیم کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ جماعت کے بیشتر افراد اپنے دوستوں کو تبلیغ کرتے رہتے ہیں اور لٹریچر دیتے ہیں۔ مکرم غلام رسول صاحب (جنہوں نے تاحال بیعت نہیں کی ہے۔) تبلیغ کرنے میں سب سے آگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

بعض زیر تبلیغ خاندانوں کے بچوں کو تعلیم القرآن سے آراستہ کرنے کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ اور خاکسار کو اس ضمن میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کے بہتر نتائج برآمد فرمائے۔ آمین

آندھرا پردیش کے بعض اضلاع کا دورہ منچی ٹیال میں تبلیغی جلسہ

مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ حیدر آباد تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۱۵ اپریل کو حیدر آباد و سکندر آباد کے خدام نے مشترکہ تبلیغی دورہ کیا جس میں خاکسار کے ہمراہ مکرم مہر دین صاحب، مکرم مقصود احمد صاحب شرقی، مکرم اعجاز احمد صاحب، مکرم احمد عبد الماجد صاحب، مکرم محمد یونس صاحب بھی تھے۔ مکرم مہر دین صاحب نے اپنی جیپ کار کا انتظام کیا۔ اس دورہ میں ضلع نلگنڈہ اور ضلع ورنگل کی چند نئی جماعتوں میں سے پانچ کا دورہ کیا۔ اڈتالیرو۔ نا بچارم۔ ٹرور۔ کاشر ریل۔ تاھر لہ پاڑ۔ منچی ٹیال اراکین وفد پہنچے اور ہر مقام پر تبلیغی و تربیتی امور انجام دیئے گئے۔ جگہ جگہ کثیر تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اروا پلی میں ایک غیر احمدی کو احسن طریق سے پیغام حق پہنچایا گیا۔ اور منچی ٹیال مسجد کے پیش امام مکرم مولوی یعقوب علی صاحب کو بھی خدا تعالیٰ نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی ہے۔ تقریباً ایک سو نو مبائع اس جگہ مقیم ہیں۔ ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا۔ یہ جلسہ خاکسار کی زیر صدارت مکرم احمد عبد الماجد صاحب نائب قائد حیدر آباد کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا۔ اس کے بعد مکرم مقصود احمد صاحب شرقی قائد سکندر آباد نے خوش الحانی سے خلیفۃ المسیح الرابع کا منظوم کلام سنایا۔ بعد مکرم مولوی یعقوب علی صاحب، مکرم ڈاکٹر محبوب علی صاحب نو مبائع، مکرم مولوی عبد الرؤف صاحب عاجز معلم وقف جدید اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر اثرات پیدا کرے۔ آمین

یوم اُمہات

مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شیموگہ تحریر کرتی ہیں کہ لجنہ اماء اللہ شیموگہ کو بتاریخ ۲۶ ؍ ۲ یوم اُمہات منانے کی توفیق ملی۔ جلسہ کا آغاز خاکسار خورشید بیگم کی تلاوت سے ہوا۔ حمد و نعت پڑھی گئی۔ احادیث محترمہ میمونہ النساء صاحبہ نے پڑھیں۔ محترمہ صدر صاحبہ، محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ، محترمہ فوزیہ مبین صاحبہ، محترمہ صابرہ بیگم صاحبہ نے المصابیح سے مختلف خطبات پڑھیں۔ محترمہ ماجدہ بیگم صاحبہ نے ماؤں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے اپنے عہد پر قائم اور سلسلہ کیلئے ہر طرح کی قربانی کیلئے تیار رہنے کے متعلق کہا۔ نیز مقصودہ بیگم اور امۃ العلیم صاحبہ نے نظمیں پڑھیں۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

ضروری اعلان برائے لجنات اماء اللہ بھارت

تمام لجنات کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ دفتر لجنہ مرکزیہ و چار دیواری زنانہ جلسہ گاہ کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ لیکن ابھی تک اس کی تعمیر کا چندہ صرف چند لجنات کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ جبکہ ہر لجنہ کو جلسہ سالانہ ۸۶ء کے بعد سرکلر بھجوا دیئے گئے تھے جس میں ایک لاکھ کی تحریک، حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی منظوری کے بعد کی گئی تھی۔ اب تک لجنات بھارت نے یہ فنڈ چار دیواری زنانہ جلسہ گاہ کے نام سے مرکز میں بھجوایا ہے۔ آئندہ سے تمام لجنات کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ چندہ "تعمیر دفتر لجنہ مرکزیہ" کے نام سے بھجوایا جائے۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

ضروری اعلان برائے لجنات اماء اللہ بھارت

ناصرات الاحمدیہ بھارت کا سالانہ دینی امتحان مرکزیہ جون کے آخری اتوار کو ہوگا۔ لجنات اماء اللہ بھارت کا دینی امتحان مرکزیہ جولائی کے آخری اتوار کو ہوگا۔

لائحہ عمل سے نصاب دیکھ کر لجنہ و ناصرات کو امتحان کی تیاری کروائیں۔ اور امتحان دینے والی ممبرات کی معین تعداد فوری مرکز میں بھجوائیں۔ تاکہ تعداد کے حساب سے پرچہ جات وقت پر چھپوا کر بھجوائے جا سکیں کوشش کریں کہ لجنہ و ناصرات کی زیادہ سے زیادہ ممبرات امتحان میں شامل ہوں۔ سالانہ اجتماع مرکزیہ کے مقابلہ جات میں انہیں ممبرات کو حصہ لینے کی اجازت ہوگی جو سالانہ دینی امتحان مرکزیہ میں شامل ہوں گے۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ

مندرجہ ذیل مقامات سے لوکل جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کی طرف سے جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ منانے کی خوشکن رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ بوجہ گنجائش کی کمی کے ادارہ ان کی اشاعت سے معذرت خواہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے اور ان کے بہتر نتائج برآمد فرمائے۔ آمین

(ادارہ)

جماعت احمدیہ کیرنگ لائی۔ شورت، یاری پورہ، ڈیلور درگ۔ خانپور ملکی حیدرآباد خدام الاحمدیہ یاری پورہ۔ ناصرات الاحمدیہ شیموگہ۔ لجنہ اماء اللہ شیموگہ۔ لجنہ و ناصرات الاحمدیہ ساگر۔ لجنہ اماء اللہ بلاری۔ لجنہ اماء اللہ خانپور ملکی۔

درخواست ہائے دعا

مکرم مستری دین محمد صاحب منگلی درویش کا چھوٹا نواسہ عزیز آفتاب الدین ابن مکرم ریاض احمد صاحب کلکتہ پچھلے دنوں تشویشناک طور پر بیمار ہو گیا تھا۔ اب طبیعت بہتر ہے تاحال بچے کا دایاں بازو صحیح رنگ میں کام نہیں کر رہا ہے علاج جاری ہے کامل صحت یابی کے لئے۔ — مکرم مبارک احمد صاحب سلیم کارکن فضل عمر پریس قادیان مبلغ ۵/ روپے اعانت بدر میں ادا کر کے اپنی والدہ صاحبہ جو کہ علاج کے لئے رانچی میڈیکل کالج میں داخل ہیں کی کامل و عاجل صحت یابی کے لئے۔ مکرم شرافت اللہ خان صاحب آف جرمنی مبلغ ۲۵/ روپے اعانت بدر میں ادا کر کے دینی و دنیوی ترقیات کے لئے نیز کاروبار

اسلام میں ایک عظیم عبادت روزہ بقیہ صفحہ (۱۰)

رمضان کے مہینہ کا تعین بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ماہ رمضان مسلمانوں کے لئے گویا چمن روحانیت کے لئے بہار کی سی حیثیت رکھتا ہے۔

ایک مسلمان ان اسلامی اصول کے تحت جب اس عبادت کو ادا کرتا ہے تو اسے طمانیت قلب و تسکین حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان کے لئے اس ماہ رمضان کا پہلا عشرہ رحمت دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ دوزخ سے آزادی کی بشارت دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس عظیم عبادت کی کماحقہ ادائیگی کی توفیق دے اور دیگروں کو بھی توفیق دے کہ اس سے برکت حاصل کریں اور دنیا میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا سبق سب کو یاد ہو جائے اور سب اس پر عمل پیرا ہو جائیں تا دنیا میں عالمی امن قائم ہو اور جو خطرہ اب دنیا کے سر پر منڈلا رہا ہے ہیں اس سے رہائی مل جائے۔ آمین

اعلانات نکاح و تقریب رخصتانہ

(۱) — محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ ۱۰ اپریل بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر مسجد مبارک میں عزیزہ شاہینہ تزئین صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر شاہ خورشید احمد صاحب آف اردل (بہار) کے نکاح کا اعلان عزیز مکرم ڈاکٹر شاہ نسیم احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر شاہ شمیم احمد صاحب آف آرہ (بہار) کے ہمراہ بعوض حق مہر مبلغ پچیس ہزار روپے فرمایا ہے۔

اسی خوشی کے موقعہ پر مکرم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب نے مختلف مدات میں مبلغ ۵۰۰/ روپے ادا کئے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار — چوہدری محمود احمد عارف ناظر بیت المال آمد قادیان۔

(۲) — خاکسار کی بیٹی عزیزہ شہناز پروین سلمہا کا رشتہ عزیز عبد الحلیم کمال احمد ابن مکرم عبد الکریم رضی احمد صاحب آف مونگھیر (بہار) کے ساتھ طے پایا تھا۔ مورخہ ۱۴ مارچ ۸۷ء کو بارات خاکسار کے مکان لکھنؤ آئی اور ۱۵ مارچ ۸۷ء کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ احباب جماعت احمدیہ لکھنؤ کے علاوہ شہر کے ادیب و دانشور احباب نے تقریب میں شرکت کی۔ مورخہ ۱۸ مارچ ۸۷ء کو مکرم عبد الکریم رضی احمد صاحب نے مونگھیر میں اپنے بیٹے کی دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ خوشی کے اس موقعہ پر مبلغ ۲۰/ روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

قارئین سے اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ قاضی عطاء الرحمٰن عباسی لکھنؤ

(۳) — مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد مبلغ یادگیر نے مورخہ ۱۹ مارچ ۸۷ء کو عزیزہ امۃ الحفیظ صاحبہ بنت مکرم عبد الرشید صاحب ناگنڈ کا نکاح مکرم عزیزم محمد اقبال صاحب ولد مکرم محبوب صاحب ناگنڈ کے ساتھ مبلغ ۲۰۲۵/ روپے حق مہر پر پڑھا اس خوشی میں مبلغ ۲۰/ روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ قارئین سے اس رشتے کے جانبین کے لئے باعث برکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

"دینی ترقی کے لئے" — مکرم مقبول احمد صاحب جمشید پور بہار مبلغ ۱۰/ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے عزیز مطلوب احمد اور عزیز داؤد احمد جو کہ بی اے اور بی ایس سی میں اول اور دوم پوزیشن سے کامیاب ہوئے ہیں کی دینی و دنیاوی ترقیات نیز اچھی ملازمت ملنے کے لئے۔ — مکرم مولوی غلام احمد شاہ صاحب مائدوجن کشمیر مبلغ دس روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے اپنی کامل صحت یابی نیز بیٹی عزیزہ امۃ الباسط سرینگر ہسپتال میں داخل ہے کامل صحت یابی کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

قادیان میں درسِ قرآن کریم و حدیث کا انتظام

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حسب سابق امسال بھی رمضان المبارک کے دوران قادیان میں درس القرآن و الحدیث کا انتظام مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق ہوگا۔

قرآن مجید کا درس بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں ہوگا جبکہ حدیث شریف کا درس دونوں مساجد میں بعد نماز فجر ہوا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس انتظام کو بابرکت فرمائے اور ہم سب کو رمضان المبارک کی برکات سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ؎

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درسِ قرآن مجید رمضان المبارک ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء

نمبر شمار	اسمائے درس دہندگان	تعداد	سورتیں از ابتداء تا اختتام	تاریخ
۱	مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم	۳ دن	سورۃ فاتحہ تا آلِ عمران	یکم تا ۳
۲	" مولانا عبد الحق صاحب فضل	۳ دن	" نساء تا انعام	۴ تا ۶
۳	" مولوی محمد انعام صاحب غوری	۳ دن	" اعراف تا توبہ	۷ تا ۹
۴	" مولوی قریشی محمد فضل اللہ صاحب	۲ دن	" یونس تا یوسف	۱۰ تا ۱۱
۵	" مولوی جاوید اقبال صاحب اختر	۲ دن	" رعد تا نحل	۱۲ تا ۱۳
۶	" مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی	۳ دن	" بنی اسرائیل تا مومنون	۱۴ تا ۱۶
۷	" مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد	۳ دن	" نور تا عنکبوت	۱۷ تا ۱۹
۸	" مولانا حکیم محمد دین صاحب	۳ دن	" روم تا جاثیہ	۲۰ تا ۲۳
۹	" مولوی ظہیر احمد صاحب خادم	۳ دن	" احقاف تا تحریم	۲۴ تا ۲۶
۱۰	" مولانا بشیر احمد صاحب خادم	۳ دن	" ملک تا الناس	۲۷ تا ۲۹

درس الحدیث مسجد مبارک بعد نماز فجر

1	مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد	۱۰ دن	یکم تا ۱۰ رمضان
۲	محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب	۱۰ دن	۱۱ تا ۲۰ رمضان
۳	" مولانا حکیم محمد دین صاحب	۱۰ دن	۲۱ تا آخر رمضان

درس الحدیث مسجد اقصیٰ بعد نماز فجر

۱	مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم	۷ دن	یکم تا ۷ رمضان
۲	" مولوی منیر احمد صاحب خادم	۸ دن	۸ تا ۱۵ "
۳	" مولوی محمد انعام صاحب غوری	۶ دن	۱۶ تا ۲۱ "
۴	" مولوی سید آفتاب احمد صاحب	۸ دن	۲۲ تا آخر رمضان

نماز تراویح: مسجد مبارک میں بعد نماز عشاء مکرم قاری نواب احمد صاحب اور مسجد اقصیٰ میں بعد نماز عشاء مکرم حافظ مظہر احمد صاحب ڈاہر پڑھائیں گے ؎

ارشادِ باری تعالیٰ :-
وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا
جو شخص تمہیں سلام کہے اُسے یہ نہ کہا کرو کہ تو مومن (مسلمان) نہیں۔
(طالبِ دعا)
آٹو ونگس
AUTOWINGS,
13. SANTHOME, HIGH ROAD
MADRAS - 600004
PHONES:- 76360 - 74350

أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
(حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)
منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۶/۵/۳۱ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
MODERN SHOE CO.
31/5/6 - LOWER CHITPUR ROAD,
CALCUTTA - 700073. { PHONE:- 275475 / RESI:- 273903

"اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآن"
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
THE JANTA CARD BOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARD BOARD.
CARRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS
15 - PRINCEP STREET CALCUTTA
PHONE. NO. 279203 PIN:- 700072.

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح ؛ خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)
RAICHURI ELECTRICALS
(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP. HOUSES SOC. - PLOT. NO. 6
GROUND FLOOR, OLD CHAKALA - OPP. CIGARETTE HOUSE
ANDHERI (EAST) BOMBAY - 400099
PHONE. No. 6348179 - RESI:- 648389

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النَّاصِرُ
کراچی میں
معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیے!
الرؤوف جیولرز
۱۶۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ، حیدری۔ شمالی ناظم آباد کراچی
(فون نمبر:- ۶۱۷۰۹۶)

"ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء"

{تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے}

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ: کرشن احمد گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ چندن ڈریسز، مدینہ میدان روڈ بھدرک ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر ۲۹۴

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SK. GHULAM HADI & BROTHERS, READY MADE GARMENTS DEALERS.

CHANDAN BAZAR, BHADRAK, DISTT - BALASORE (ORISSA)

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس — کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈ لک الیکٹرانکس — انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو ٹی۔ وی۔ اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس!

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔" (کشتی نوح)

پیشکش:- ROYAL AGENCY

PRINTERS, BOOKSELLERS, & EDUCATIONAL SUPPLIERS

CANNANORE - 670001, PHONE.NO. 4478.

Head office :- P.O. PAYANGADI - 670303 (Kerala)

PHONE.NO - 12.

"پندرھویں صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

فون نمبر — پیشکش : — 522860

SAIRA Traders

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC. CAPPALS.

SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD - 500002.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ششم)

الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

(پتہ)

نمبر ۲۲/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

(فون نمبر: ۴۲۹۱۶)

"زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے" (کشتی نوح)

MIR ®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:- آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ سے بنی ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!